امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ حکایات اہل دل
■ رمضان اور قرآن
■ اسلام کے نظام زکوٰۃ کا مقصد
■ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے......
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

جلد نمبر 63/73 مورخہ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۳ر اپریل ۲۰۲۳ء روز سوموار شمارہ نمبر 14

صدقۂ فطر کے دینی اور دنیاوی مصالح

حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نائب امیر شریعت دوم، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

صدقات واجبہ میں ''صدقہ فطر'' مسلمانوں کی عملی زندگی کا ایسا مسئلہ ہے، جو زکوۃ ہی کی طرح ناگزیر ہے، بلکہ ترتب آثار کی وجہ سے زکوۃ سے زیادہ عمومیت اور ہمہ گیری اس کو حاصل ہے؛ کیوں کہ مسلمانوں میں ستر فی صد ایسے افراد ضرور ہوتے ہیں جن پر ہر سال صدقہ فطر ضرور واجب ہوتا ہے۔

صدقۂ فطر کی اہمیت: صدقات واجبہ میں زکوۃ کے بعد اس کی یہ اہمیت ہے کہ اس کے وجوب کا رسول اللہ اعلان کراتے تھے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ صدقہ فطر کے متعلق مکہ معظّمہ کی گلیوں میں رسول اللہ نے منادی کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ مرد وعورت پر یہ صدقہ واجب ہے۔ اس صدقہ کے اندر بہت سے دینی اور دنیاوی مصالح مضمر ہیں۔ (۱) روزہ وداروں کے روزہ کا تکملہ ہوتا ہے، یعنی آداب صیام کی نگہداشت میں جو کچھ غلطیاں ہوئی ہوں گی، ان کا کفارہ ہو جائے گا۔ (۲) صدقہ فطر کے جمع وصرف کا یوم عید میں جو مظاہرہ ہوگا، اس سے اسلامی جمعیت، اسلامی حمیت اور اس کی اخلاقی شوکت کا اظہار ہوگا اور اس کا اثر غیروں کے قلوب پر بھی اچھا پڑے گا۔ (۳) عید الفطر کے دن روزہ حرام ہے، اس لیے اللہ تعالی کی طرف سے ہر صاحب نصاب پر یہ واجب کر دیا گیا کہ وہ غرباء تک صدقہ پہنچا دیں، تا کہ اس روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے اور عید کی خوشی میں شریک ہو سکے اور فارغ البال ہو کر دوگانہ عید کی ادائیگی کے لیے عیدگاہ میں حاضر ہو۔ (۴) پھر اس میں اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم کا شکریہ بھی ہے کہ اس نے احکام رمضان یعنی روزہ، تراویح کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

صدقہ فطر کا وجوب: (۱) یہ صدقہ ہر ایسے مسلمان مرد وعورت پر واجب ہے جو عید کے روز مالک نصاب ہو یعنی حوائج اصلیہ اور دین سے فارغ، کم سے کم ایک نصاب کی مالیت اس روز اس کے پاس موجود ہو، یعنی کم از کم چالیس روپیہ کی مالیت (یہ حضرتؒ کے زمانہ میں تھا، موجودہ وقت میں کسی کے پاس کم از کم پینتالیس ہزار روپے کی مالیت) اس روز ان کے پاس موجود ہو مگر رہنے کے مکان، کاشت کے ہل وبیل، جہاد کے ہتھیار وگھوڑے، ملبوسی کپڑے مصرفی ظروف کے علاوہ ہو، کیوں کہ یہ سب حوائج اصلیہ میں داخل ہیں۔ (۲) صدقہ فطر اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ (۳) اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے واجب ہے۔ (۴) اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی بشر طیکہ وہ فقیر ہوں۔ (۵) نابالغ اولاد اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کیا جائے گا اور اس صورت میں ماں باپ پر صدقہ کرنا واجب نہیں ہے، اگر ادا کریں گے تو احسان ہوگا۔ (۶) بیوی کی طرف سے بھی صدقہ کرنا واجب نہیں ہے لیکن شوہر ادا کر دے تو جائز ہے۔ (۷) صدقہ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے، لہذا جو شخص قبل طلوع فجر کے مر جائے یا فقیر ہو جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے، اسی طرح جو شخص بعد طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے، یا جو لڑکا بعد طلوع فجر کے پیدا ہوا اس پر بھی صدقہ واجب نہیں، ہاں جو لڑکا قبل طلوع فجر کے پیدا ہو یا جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ (۸) صدقہ فطر کے واجب ہونے میں روزہ دار ہونا شرط نہیں۔ جس شخص نے کسی عذر کے سبب سے روزہ نہ رکھا ہو، اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، جو بدبخت مسلمان بے عذر ترک کرے گا، اس کے ذمہ بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔

صدقہ فطر کی مقدار: صدقہ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا ستو آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیے یعنی ایک فطرہ ان تینوں چیزوں سے آدھا صاع ہے اور چھوہارا، منقیٰ، جو ان سبھوں سے فی شخص ایک صاع ہے۔ اہل ہند کے لیے یہ عجیب بات معلوم ہوگی کہ چھوہارا اور منقیٰ کو جو کے برابر کر دیا گیا ہے اور گیہوں اور اس کے آٹا اور اس کے ستو کو بھی منقیٰ اور چھوہارے سے بڑھا دیا گیا ہے اور قیمتی سمجھا گیا ہے، مگر بات یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کے اندر اجتہاد کو دخل نہیں۔ ان تعینات کے مصالح حقیقتا تو شارع علیہ السلام جانتے ہیں، ہم لوگ اپنی سمجھ سے ان کے نکتہ کے متعلق بجز قیاس آرائی کے اور کیا کہہ سکتے ہیں، اور یہ ان پر جو دونوں ملکوں کی حالتوں سے واقف ہیں، ظاہر ہے۔ ان اشیاء کے سوا اگر کوئی چیز فطرہ میں دی جائے تو قیمت لگا دی جائے، مثلاً اگر چاول دینا ہو تو آدھا صاع گیہوں کی قیمت لگائی جائے اور اس قیمت کے عوض میں جس قدر چاول حاصل ہو، اتنا چاول صدقہ فطر میں دیا جائے۔

صدقہ فطر کا حساب: ایک صاع کا وزن ہمارے ہندوستان کے پختہ وزن سے یعنی اسی روپیہ کے سیر کے حساب سے تقریبا ڈھائی سیر ہوتا ہے اور نصف صاع سوا سیر جبکہ روپیہ ۱۱ر ماشہ کا ہو اور اگر ساڑھے دس ماشہ کا ہو تو نصف صاع تقریبا ایک کیلو چھ سو بانوے گرام ہوگا۔ صاع کے وزن میں علمائے ہندوستان کا اختلاف ہے، بعض صاع کا وزن پونے تین سیر اور بعض تین سیر بھی کہتے ہیں مگر ہماری اور ایک کثیر جماعت محققین کی تحقیق یہ ہے کہ ایک صاع تین کیلو تین سو چوراسی گرام ہے، پس واجب ہے کہ کم از کم اسی حساب سے فطرہ دیا جائے اور احتیاط کی بنا پر زیادہ جس قدر بھی دیا جائے گا ثواب ہی ہوگا، گناہ تو ہوگا نہیں۔

صدقہ فطر اور اس کا نظم: احادیث وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کے جمع وتقسیم کا قرن اولی میں خاص نظم تھا اور یہ بے ترتیبی، بدنظمی نہ تھی، جو اس دور میں نظر آتی ہے؛ چنانچہ حسب ذیل آثار اس کے شاہد ہیں:

حضرت امام محمد امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت نافع نے خبر دی کہ حضرت ابن عمر اپنے صدقہ فطر کو دو یا تین دن قبل ہی اس شخص کے پاس بھیج دیتے تھے جس کے پاس صدقہ فطر جمع کیا جاتا تھا۔"

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے پوچھا کہ حضرت ابن عمر صدقہ فطر کب نکالتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب عامل جمع کرنے کے لیے بیٹھ جاتا، پھر میں نے پوچھا کہ عامل کب بیٹھتا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یوم عید سے ایک یا دو دن پہلے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص کے پاس فطرہ جمع ہوتا تھا اور تقسیم کیا جاتا تھا، بلکہ بعض شراح بخاری نے اس کی تصریح کر دی ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس کے پاس جمع ہوتا تھا، وہ امام کا مقرر کردہ ہوتا تھا۔ (ضیاء الساری)

نیز بخاری شریف کی حدیث ابو ہریرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ رمضان کی حفاظت کی خدمت میرے سپرد کی، جس سے بظاہر مراد صدقہ فطر ہے۔

صدقہ فطر کے وجوب کا منشا یہ ہے کہ اس روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے اور نماز عید سے پہلے ہر شخص کھا پی لے؛ اس لیے بلحاظ تکمیل مقصد بہتر صورت یہ ہے کہ رمضان کے اندر ہی یا کم از کم علی الصباح نماز عید سے بہت پہلے ہر شخص اور ہر گھر کا فطرہ ہر گاؤں محلّہ میں ایک جگہ جمع کیا جائے اور فقراء، مساکین واہل حاجت میں تقسیم کیا جائے، پھر اہل حاجت کو کم از کم ایک فطرہ کی مقدار دی جائے اور در بدر گھومنے والے اور بھیک مانگنے والے فقراء بہت زیادہ ایسے ہوتے ہیں جو مالدار غنی ہوتے ہیں، وہ پانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں، ان کے دینے میں غیر مصرف میں خرچ ہونے کا اندیشہ ہے۔

صدقۂ فطر کے مصارف: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں؛ اس لیے ضروری ہے کہ غیر مستحق اشخاص کو صدقہ فطر نہ دیا جائے۔ اگر دیا جائے گا تو صدقہ فطر ادا نہ ہوگا اور وجوب کی ذمہ داری کا سقوط نہیں ہوگا۔ شرعی مسائل نہ جاننے کی وجہ سے بعض لوگ مساجد یا کمیٹی کو بھی صدقہ فطر دے دیا کرتے ہیں، اس سے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ ارزانی کے زمانہ میں نقد دینا بہتر ہے اور گرانی کے زمانہ میں کھانے کی چیز دینا افضل ہے۔ صدقہ فطر فقراء ومستحقین کو رمضان سے پہلے یا رمضان میں ادا کر دے تو جائز ہے، نیز دگاہ جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک صدقہ فطر ایک محتاج کو دیا جائے، ہاں بلحاظ ضرورت ایک محتاج کو چند آدمی کا صدقہ فطر بھی دیا جا سکتا ہے۔

اچھی باتیں

''دنیا میں سب سے اچھا زیور ہے، محنت اور سب سے اچھا رفیق ہے خود اعتمادی ☆ لوگوں کی شکایت سے پریشان ہو کر اپنا راستہ نہ بدلنا، کیوں کہ کامیابی شرم سے نہیں جرأت سے ملتی ہے ☆ صبر رکھ یہ جو تماشہ بنا رہے ہیں ان کا بھی تماشہ ہوگا ☆ دونوں صورتیں یقین کی ہیں، کوئی اللہ کے لیے سب چھوڑ دیتا ہے تو کوئی اللہ پر سب چھوڑ دیتا ہے ☆ انسان کو زندگی میں ایسی ٹھوکر بھی لگتی ہے، جو گرانے کے بجائے ''اٹھا'' دیتی ہے، آپ کے بغیر جس کا دن گذر سکتا ہے، اس کی آپ کے بغیر زندگی بھی گذر سکتی ہے، حقیقت پسند بننا یا بے وقوف بنے رہنا آپ کا اپنا انتخاب ہوتا ہے۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''پنجاب طویل زمانہ تک علاحدگی پسندی کی آگ میں جھلستا رہا ہے، اور بڑی تعداد میں لوگوں کی جانیں گئی ہیں، یہ حالات اب دوبارہ پیدا نہیں ہونے چاہیے، اس معاملہ میں ریاستی اور ملکی سطح پر ہمیں علاحدگی پسندی کو روکنے کے لیے مضبوط کارروائی کرنی چاہیے، ایسی طاقتوں کو جو باہر سے مدد مل رہی ہے، اسے بند کرنے کے لیے ہمیں مختلف ممالک کی حکومتوں پر دباؤ بڑھانا ہوگا، اور عالمی طاقتوں کو ساتھ لینا چاہیے- ملک اور غیر ملک میں مقیم ہندوستانیوں کو ہوشیار رہنا ہوگا کہ ان کے درمیان فرقہ وارانہ بنیادوں پر تفرقہ نہ پیدا ہو، جو بھی طاقتیں امرت پال اور اس کی علاحدگی پسند ایجنڈے کے پیچھے ہیں وہ یہی چاہتی ہیں کہ ہندوستان مختلف طبقات کی آپسی رنجش اور لڑائی میں پھنس کر رہ جائے۔'' (پربھات خبر 22-02-2023)

اللہ کی باتیں---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

رمضان کا آخری عشرہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے تا کہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں سے فائدہ اٹھالیں‘‘ (مسلم شریف)

وضاحت: رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور اس کی ہر گھڑی بے انتہا خیر و برکت کا ذریعہ ہے، ان لمحات میں ہمہ دم اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے، جس میں ہر روزہ دار اپنے دامن کو رحمت سے بھرتا رہتا ہے، ذکر و تلاوت، سنن ونوافل اور دعاء ومناجات کی کثرت سے اللہ کا اس قدر قرب حاصل کر لیتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں جو مانگو گے وہ عطا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ سکون قلب محسوس کرتا ہے پھر رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا ہے تو اس میں بندگان خدا پر ایک والہانہ کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ دنیا کے جھمیلوں سے کنارہ کش ہوکر مسجد کے ایک گوشہ میں یاد الٰہی میں مصروف ہوجاتا ہے، توبہ واستغفار میں لگا رہتا ہے، اس کے دن ورات اسی مسجد میں گذرتے ہیں، جس کو اعتکاف کہا جاتا ہے، جب کوئی بندہ مومن سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے دروازے پر پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندہ مومن کی حالت پر رحم آتا ہے اور اللہ اس کی لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے اور اس کی تلقین بھی فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لئے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والوں کے لئے ہے، یعنی اگر وہ مسجد میں رہ کر بہت سی نیکیوں کے کرنے سے بظاہر محروم رہتا ہے، لیکن اس کے نامہ اعمال میں بغیر ان نیکیوں کے کام کئے ہوئے بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے، جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کی نماز میں شرکت وغیرہ، اس لئے رمضان میں ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز ہوتی ہو اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے، یہ اعتکاف ۲۰/ رمضان کی شام کو جب آفتاب غروب ہوجائے اس وقت شروع ہوجاتا ہے اور ۲۹/ یا ۳۰/ رمضان کے اس وقت تک رہتا ہے جب عید کا چاند نظر نہ آجائے، ہاں جب تک حالت اعتکاف میں رہے، فضول باتوں سے پرہیز کیجئے، نوافل وسنن اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہئے، بس

تو ہو، تیرا جلوہ ہو اور گوشہ تنہائی ہو

چونکہ اللہ علیم، خبیر اور حکیم بھی ہے، اس کا ہر فیصلہ اور ہر حکم حکمت سے لبریز ہوتا ہے، کوئی بھی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں ہوتا، اسی طرح اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینے کا نام ہے کہ گھریلو الجھنوں سے الگ ہوکر مسجد میں یکسو ہوجائے، غیر کی طرف سے منقطع ہوکر اس طرح اس کی عبادت میں لگ جائے کہ خیالات کی جگہ اللہ کا پاک ذکر اور اسی کی محبت دل میں سما جائے، حتی کہ مخلوق کے ساتھ انس ومحبت کے بدلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ الفت ومحبت اور انس پیدا ہوجائے۔ اعتکاف یوں تو کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے، جہاں پانچوں وقت کی نمازیں ادا کی جاتی ہوں، لیکن سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام میں ہے، پھر مسجد نبوی میں، پھر مسجد اقصیٰ میں، پھر جامعہ مسجد میں، جیسا کہ علامہ کاسانیؒ کا بیان ہے: ’’**فأفضل الاعتكاف ان يكون فى المسجد الحرام ثم فى مسجد المدينةوفى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم فى المسجد الأقصىٰ ثم فى المسجد الجامع ثم المساجد العظام التى كثر اهلها وعظم**‘‘ (بدائع الصنائع: ۳/ ۲۱)

سب سے بہتر اور اچھا مسجد حرام میں اعتکاف کرنا ہے، پھر مسجد مدینہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد، اس کے بعد مسجد اقصیٰ، پھر جامع مسجد پھر ان بڑی مسجدوں میں جہاں لوگوں کی بڑی تعداد ہو۔

اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے: جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے، یعنی ایک یا چند لوگ اعتکاف کرلیں تو سب برئ الذمہ ہوجائیں گے اور اگر کسی نے بھی اعتکاف نہیں کیا تو سبھی سنت کو چھوڑنے والے کہلائیں گے، جس طرح اعتکاف سنت کفایہ ہے، اسی طرح مسجدوں میں تراویح کی جماعت بھی سنت کفایہ ہے۔ (**رد المحتار مع الدر: ۲/ ۴۹۵، مبحث: صلاة التراويح، باب الوتر والنوافل**)

علامہ شامی کا قول اعتدال والا معلوم ہوتا ہے، پس جو حکم تراویح کا ہے وہی حکم اعتکاف کا بھی ہونا چاہئے، یعنی اگر ایک محلّہ میں کئی مسجدیں ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف ہو، لیکن اگر ان میں سے ایک مسجد میں بھی اعتکاف کر لیا جائے تو پورے محلّہ کے لوگ ترک سنت کے گناہ سے ان شاء اللہ بری ہوجائیں گے، لیکن اعتکاف کی کوشش کرنا چاہئے، جس سے عبادت میں یکسوئی ہوجاتی ہے۔ رمضان کے اسی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ایک رات لیلۃ القدر ہے، جس کو قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے افضل کہا ہے، اس رات کو شروع ہوتے ہی حضرت جبرئیلؑ آتے ہیں اور بے شمار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور سلام وسکینت کی یہ روح پرور فضا طلوع صبح تک قائم رہتی ہے، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر عبادت وریاضت میں مصروف رہتے اور گھر والوں کو بھی جاگنے کی ترغیب دیتے، ایک موقعہ پر فرمایا کہ رمضان میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ کے فضائل سے افضل ہے، اگر کوئی اس کے پانے سے محروم رہا تو اس نے ساری بھلائی کھودی (مسند احمد) اس لئے ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، صرف کھانے پینے اور سیر وسیاحت میں رات گذار دینا بڑی محرومی کی بات ہے، آپ اس شب کی قدر کیجئے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا، یعنی ۲۱/ ویں، ۲۳/ ویں، ۲۵/ ویں، ۲۷/ ویں اور ۲۹/ ویں شب میں کوئی شب قدر ہے، ان راتوں میں دعا ومناجات اور ذکر وتسبیح میں مشغول رہا جائے، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر جاگ سکتے ہوں جاگئے اور کثرت سے اس دعاء کو پڑھتے رہئے ’’**اللّٰهم انک عفو کريم تحب العفو فاعف عنى**‘‘ جو لوگ اس شب کی تلاش وجستجو میں لگے رہیں اللہ تعالیٰ یہ شب انہیں ضرور عطا فرمائیں گے، بہت سے لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور سحر کے وقت سو جاتے ہیں اور فجر کی نماز قضا کر دیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کیجئے، تاکہ شب بیداری کے فیوض وبرکات حاصل رہیں، بہر حال رمضان کے آخری عشرہ میں کثرت سے عبادت وریاضت کرکے رضاء الٰہی وقرب خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ ہم سب کو رمضان کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم یارب العالمین۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زرضمانت کی رقم پر زکوٰۃ:

س: دکان ومکان کرایہ پر لیتے وقت، مالک دکان ومکان کرایہ دار سے زرضمانت کے نام پر ایک موٹی رقم لیتا ہے جو مالک مکان کے پاس محفوظ رہتا ہے، جس کی واپسی کرایہ دار کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ دکان یا مکان خالی کردے، اس زرضمانت پر زکوۃ کس کے ذمہ ہوگی؟

ج: وجوب زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ پر مکمل ملکیت حاصل ہو، یعنی وہ شخص اس چیز کا مالک بھی ہو اور اس کے قبضہ میں بھی ہو (خواہ قبضہ حقیقی ہو یا حکمی) اگر ملکیت ہو، قبضہ نہ ہو یا قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لہذا رہن رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، نہ تو راہن (مالک) پر اس لئے کہ اگرچہ اس پر اس کی ملکیت ہے لیکن قبضہ نہیں ہے اور نہ مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر اس لئے کہ اگرچہ اس پر اس کا قبضہ ہے لیکن اس کی ملکیت نہیں ہے، اس اصول کی بنیاد پر دکان، مکان اور کارخانہ کرایہ پر دیتے وقت ان چیزوں کا مالک، کرایہ دار سے زرضمانت کے نام پر جو موٹی رقم وصول کرتا ہے، اور جس کو دکان ومکان خالی کرنے کے وقت واپس کرتا ہے اس رقم کی حیثیت چونکہ رہن کی ہے اس لئے جب تک وہ رقم مالک مکان ودکان کے پاس ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ جب وہ رقم کرایہ دار کو واپس مل جائے گی تو سال گزرنے پر زکوٰۃ دینی ہوگی، پچھلے سالوں کی نہیں۔

زمین، مکان یا فلیٹ پر زکوۃ

س: زمین، مکان اور فلیٹ پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

ج: جو زمین، مکان یا فلیٹ تجارت کی نیت سے خریدے جائیں، ان کی اصل مالیت پر زکوۃ ہے، اگر تجارت کی نیت نہ ہو، بلکہ رہائش مقصود ہو تو ان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ اگر یہ سب کرایہ پر لگائے جائیں تو کرایہ کی آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہونچ جائے اور اس پر سال گذر جائے، جو زمین کاشت کی ہے، اس کے پیداوار میں عشر ہے۔

زیورات میں قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا

س: زیورات کی زکوۃ میں اس کی خریداری کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا فروختگی کی قیمت کا؟

ج: سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں یا غیر استعمالی، سب میں زکوۃ ہے، بشرطیکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادائیگی کے دن ان کی جو قیمتِ فروخت ہوگی، اسی قیمت کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔

زکوۃ کی رقم اسکول، ہسپتال، یتیم خانہ اور مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا

س: آج کل زکوۃ کی رقم وصول کرکے بہت سے لوگ اسکول کی تعمیر کرتے ہیں کہ غریب بچے علم حاصل کریں گے، ہسپتال بناتے ہیں کہ غریبوں کا مفت علاج ہوگا اور یتیم خانہ کی عمارت بناتے ہیں کہ اس میں یتیم وبے سہارا بچے رہیں گے، سوال یہ ہے کہ ان مصارف میں زکوۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟ کیا بلاوجہ حیلہ اختیار کرنا درست ہے؟

ج: (۱) زکوۃ کے مصارف فقراء ومساکین اور وہ حضرات ہیں، جن کی تفصیل سورہ توبہ کی آیت ’’**اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الخ**‘‘ میں مذکور ہے، ان مصارف کے علاوہ دیگر کسی بھی مصرف میں صرف کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں ہے، یہاں تک کہ کسی نبی کو بھی نہیں ہے، چنانچہ الجامع لاحکام القرآن میں ابوداؤد اور دارقطنی کے حوالہ سے یہ روایت منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر صدقات کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے صدقات واجبہ کے مصارف بیان کردیئے ہیں، اس کے خلاف فیصلہ کرنے کا حق کسی نبی یا غیر نبی کو نہیں ہے، اگر تمہارا شمار ان مصارف میں سے کسی مصرف میں ہے تو تم کو دوں گا (ورنہ نہیں): ’’**جاء رجل يسئله عن الصدقات فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله لم يرض فى الصدقات بحكم نبى ولاغيره جزأها ثمانية اجزاء فان كنت من أهل تلك الأجزاء اعطيتک**‘‘ (**رواه ابوداؤد والدارقطنى واللفظ للدار قطنى: (الجامع لاحكام القرآن: ۱/ ۱۶۸)**

نیز زکوۃ اور صدقات واجبہ میں تملیک مستحقین شرط ہے، یعنی مستحقین زکوۃ کو بلا کسی عوض دے کر مالک بنا دینا ضروری ہے، بلا تملیک زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، مساجد ومدارس کی تعمیرات یا تکفین میت یا دیگر ایسی جگہوں پر صرف نہیں کرسکتے ہیں، جہاں مالک بننے کی صلاحیت نہ ہو: ’’**ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لا اباحة ولايصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت**‘‘ (**الدر المختار**) **قوله (نحو مسجد) كبناء القناطير والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج والجهاد وكل مالاتمليک فيه، قوله (ولاالى كفن ميت) لعدم صحة التمليک منه**‘‘ (**رد المحتار: ۳/ ۲۹۱، باب المصرف**)

لہذا صورت مسئولہ میں زکوۃ کی رقم مستحقین زکوۃ کو دے کر مالک بنا دینا ضروری ہے، کسی ہسپتال، یتیم خانہ، اسکول ومدرسہ یا کسی بھی دینی ادارہ کی تعمیر وتوسیع پر خواہ اس کا مقصد غریبوں کی فلاح وبہبود ہو صرف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی، ان جگہوں پر عطیات وصدقات نافلہ کی رقم صرف جائے۔

(۲) حیلہ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر آدمی کسی مشکل میں پھنس جائے تو حرام سے بچنے کے لئے اتفاقی طور پر اس کو اختیار کرلے، حیلہ کا مقصد کسی قرض کو ساقط کرنا یا نعوذ باللہ کسی حلال کو حرام کرنا نہیں ہونا چاہئے، نیز حیلہ کا مستقل معمول بنانا بھی مناسب نہیں ہے، لہذا مذکورہ مصارف میں عطیات وصدقات نافلہ کی رقم خرچ کی جائے، ان میں بذریعہ حیلہ شرعی زکوۃ کی رقم صرف کرنا اور اس کا معمول بنا لینا غریبوں کا حق مارنا ہے، جو شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے پرہیز ضروری ہے۔

’’**فنقول مذهب علمائنا رحمهم الله تعالىٰ ان كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتموية باطل فهى مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام او ليتوصل بها الى حلال فهى حسنة**‘‘ (**الفتاوىٰ الهندية: ۶/ ۳۹۰**)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 14 مورخہ ۱۱/رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۳/اپریل ۲۰۲۳ء روز سوموار

تقسیم زکوٰۃ - چند گذارشات

زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہے اور اسلام میں مالداری کا تصور حوائج اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی قیمت سے زیادہ مال کا ملکیت میں ہونا ہے، وجوب زکوٰۃ کے لیے اس زائد مال پر سال بھی گذرنا چاہیے، یہ سال تمام مسلمانوں کے مال پر ایک ساتھ تو گذر نہیں سکتا، اس لیے زکوٰۃ کے لیے سب کا مالی سال الگ الگ ہوتا ہے، یہ الگ سی بات ہے کہ بیشتر لوگ وجوب زکوٰۃ کے باوجود ادائیگی میں تاخیر کرتے ہیں اور رمضان المبارک کو اپنا مالی سال ادائیگی زکوٰۃ کے لیے سمجھتے ہیں، اس موقع سے کثرت سے زکوٰۃ کی تقسیم ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو دینی ہے اس کے مدات قرآن کریم میں مذکور ہیں، فقراء، مساکین، زکوٰۃ جمع کرنے والے عاملوں اور اس سے متعلق کام کرنے والے، تالیف قلب کے لیے غلام کو آزاد کرانے کے لیے، قرض کی ادائیگی کے لیے، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے اور مسافروں کے ساتھ ناگہانی حادثات کے موقع سے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے مصارف وہ ہیں جن میں مسلمانوں کی شخصی ضروریات، اجتماعی حفاظت اور حقیقی یا امکانی شر و رفتن کے دفاع کو ملحوظ رکھا گیا ہے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فقر اور سفر کو تمام مدات کا خلاصہ بتایا ہے، بعض مدات میں ان دنوں بغیر کسی دلیل کے تیزی سے لوگ توسع کیے جارہے ہیں، سارے لوگوں کی نگاہ زکوٰۃ پر ہے کتابیں بھی اس سے چھپوائی جارہی ہیں، چلت پھرت کا کام بھی اسی مد سے کرایا جارہا ہے، ایک بڑی رقم زکوٰۃ کی خود کفیل بنانے اور امپاورمنٹ کے نام پر صرف کی جارہی ہے، بعضوں کی تجویز تو یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم جمع کر کے کارخانہ کھول دو اور غیر مستطیع کو ملازمت سے لگادو، وہ سب خود کفیل ہوجائیں گے، یہ غیر اسلامی تصور تیزی سے مسلمانوں میں پروان چڑھ رہا ہے، اتنا سرمایہ انفرادی طور پر جمع کرنا آسان کام نہیں، اس لیے اجتماعی نظام زکوٰۃ کی اہمیت پر سمینار، سمپوزیم کر کے ماحول کو سازگار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہاں بھی پریشانی یہ ہے کہ اجتماعی نظام زکوٰۃ کے قیام کے نام پر چند افراد مل کر ایک تنظیم بنالیتے ہیں اور کام شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ اجتماعی نظام بغیر امیر کی اجازت کے قائم نہیں ہوسکتا، ہندوستان میں امارت شرعیہ مختلف صوبوں میں قائم ہے، وہاں کے امیر کی اجازت سے اجتماعی نظام قائم ہوسکتا ہے، چونکہ مسلمانوں میں مسلکی اور تنظیمی بنیادوں پر بھی جماعت جمعیت اور امارت قائم ہے، اس لیے جو جس جماعت سے متعلق ہے کم سے کم اس جماعت کے امیر کی اجازت تو لے لے، بیت المال کا قیام یقیناً شرعی ضرورت ہے، لیکن اس کے قیام کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں، ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ ہم ایک شرعی کام غیر شرعی انداز میں کرنے کے مرتکب ہوں گے۔

اس موقع سے مدارس کے سفراء بڑی تعداد میں زکوٰۃ کی وصولی کے لیے نکلتے ہیں، اس کام کے لیے ان کے پاس مختلف تنظیموں کے تصدیق نامے ہوتے ہیں، یہ ان طلبہ کے لیے زکوٰۃ کی رقم اکھٹی کرتے ہیں جو ان کے یہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور غیر مستطیع ہوتے ہیں، اصلا یہ مہتمم، ناظم صاحبان کے واسطے سے طلبہ کے وکیل ہوتے ہیں، ان کو دینے سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا ثواب بھی ملتا ہے، اور اشاعت دین کا بھی۔

آج کل بہت سارے مدارس رسید پر ہی ہوتے ہیں، زکوٰۃ کی رقم دیتے وقت اس کی تحقیق کر لینی چاہیے، اس تحقیق کی تکمیل قابل ذکر اداروں کے ذریعہ دیے گیے تصدیق ناموں سے بھی ہوجاتی ہے، امراء کے یہاں ایک رواج یہ بھی چل پڑا ہے کہ وہ سابقہ ریکارڈ دیکھ کر رقم کی ادائیگی کرتے ہیں، اور اس طرح وہ بار بار کی تحقیق سے بچ جاتے ہیں، جن مدارس کے پاس پہلے کا رکارڈ نہیں ہوتا، انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیتے ہیں کہ ''ہم نئے مدرسے کو نہیں دیتے''، یہ اچھی بات نہیں ہے، ہوسکتا ہے وہ مدرسہ بہت معیاری ہو، کمی صرف یہ ہے کہ آپ کے پاس پہلے نہیں پہونچ پایا تھا، آپ کو تحقیق کا تو حق ہے، دینے کی گنجائش نہیں ہے تو معذرت اور معافی بھی ایک شکل ہے، لیکن یہ جملہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہم ''نئے کو نہیں دیتے'' اس لیے کہ اس جملہ کے بدلہ میں اگر اللہ نے آپ کو کچھ نئے دینے کا سلسلہ روک دیا تو آپ کی ساری امیری کچھ ہی دن میں غریبی میں بدل جائے گی۔

محصلین کے ساتھ امراء کا رویہ عموما ہتک آمیز رہتا ہے، اس سے بھی اجتناب ضروری ہے، اکرام مسلم شرعی چیز ہے اور مسلمان بھی جو عالم حافظ قاری ہو اور اپنے لیے نہیں دینی تعلیم کے فروغ اور مہمانان رسول کی خدمت کے لیے اس کام کے لیے آپ تک پہونچا ہو، ایسوں کی توہین اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب بن جائے تو کچھ بعید نہیں۔ یقیناً محصلین بھی الگ الگ نوعیت کے ہوتے ہیں، سب متقی، پرہیزگار اور شریعت کے پابند اس قدر نہیں ہوتے جیسا ہونا چاہیے، بعضے تو رکارڈ کو ادھر اُدھر کرنے اور جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اپنے اندر تبدیلی لانی چاہیے، محصلین میں ایک بات قدر مشترک ہونی چاہیے کہ وہ اس کام کو عزت نفس کے ساتھ کریں، گڑگڑانا، کاسہ لیسی کرنا، خوشامد کرنا یہ علماء کے شایان شان نہیں ہے، ان کو ''جو دے اس کا بھی بھلا اور نہ دے اس کا بھی بھلا'' کے فارمولے پر عمل کرنا چاہیے، اس سے کام میں برکت بھی ہوتی ہے اور عالمانہ کردار اور داعیانہ وقار بھی محفوظ رہتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے وقت اپنے اعزواقرباء اور اپنے قرب وجوار کے غرباء ومساکین کا بھی خیال رکھیں، پیشہ وارانہ لوگوں کی بات میں نہیں کرتا، ایسے لوگ جو روزی حاصل نہیں کر پارہے ہیں اور ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے بچنا بھی چاہتے ہیں، ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انجان لوگ انہیں مالدار سمجھتے ہیں، حالاں کہ وہ غریب ہوتے ہیں، لپٹ کر مانگنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا، ایسے لوگ ہماری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں، اگر آپ انہیں مستحق زکوٰۃ سمجھتے ہیں تو بغیر بتائے بھی ان پر یہ رقم خرچ کر سکتے ہیں، زکوٰۃ آپ کی ادا ہوجائے گی۔

راہل گاندھی نرغے میں

کانگریس پارٹی کے سب سے مضبوط لیڈر جناب راہل گاندھی ان دنوں قانونی شکنجے اور سیاسی نرغے میں ہیں، ان کے ایک بیان پر کہ ''رقم لے کر بھاگنے والے سارے کا خاندانی لاحقہ مودی ہی کیوں ہیں'' سورت کے چیف جوڈیشیل مجسٹریٹ ایچ ایچ ورما نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰/اور دفعہ ۴۹۹/ر کے تحت ہتک آمیز قرار دے کر دوسال کی سزا سنائی ہے، اپیل کے لیے ایک ماہ کی مہلت دی اور ضمانت دے کر چھوڑ دیا، اگلے دن پارلیامنٹ سکریٹریٹ نے انہیں نااہل قرار دے کر پارلیامنٹ کی رکنیت ختم کردی ہے وہ کیرالہ کے واناڈ سے رکن پارلیامنٹ تھے، تیسرے دن انہیں سرکاری مکان خالی کرنے کا نوٹس تھما دیا گیا، سرکاری کام جب اتنی عجلت میں ہونے لگے تو سمجھنا چاہیے کہ دال میں کچھ کالا ہے کہ الیکشن کمیشن کو اس سیٹ کو خالی مان کر انتخاب کرانے میں اپیل کی مدت کے ختم ہونے اور عدالت کے رخ کا انتظار ہے۔

بات دس سال پرانی ہے، جب للّی تھامس معاملہ میں سپریم کورٹ نے ۱۰/جولائی ۲۰۱۳ء کو عوامی نمائندگی قانونی ۱۹۵۱/ر کی دفعہ ۸(۴) کو رد کر کے فیصلہ دیا تھا، ممبران پارلیامنٹ واسمبلی کسی بھی مقدمہ میں دوسال کی سزا پاتا ہے تو فوری طور پر اس کی رکنیت ختم ہوجائے گی اور چھ سال تک وہ نہ تو امیدوار بن سکے گا اور نہ ہی ووٹ دے سکے گا، پہلے ایسا نہیں تھا؛ بلکہ تین ماہ تک فیصلہ کے خلاف اوپر کی عدالت میں اپیل کرنے کی مہلت دی جاتی تھی، اپیل جب تک زیر سماعت رہتی اس وقت تک رکنیت ختم نہیں ہوتی تھی، بلکہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے خلاف ریویو پٹیشن بھی دیا جا سکتا تھا، اور اس کی سماعت تک رکنیت برقرار رہتی تھی، مطلب یہ ہے کہ عدالتی چارہ جوئی کی ساری شکلیں ناکام ہوجاتیں تب رکنیت ختم ہوتی تھی۔

من موہن سنگھ کی وزارت میں عدالت کے اس فیصلے کو بدلنے کے لیے آرڈی ننس لانے کی کوشش کی گئی، جسے راہل گاندھی نے ہی پارلیامنٹ میں بکواس قرار دے کر پھاڑ کر پھینک دیا تھا، اگر وہ آرڈی ننس پاس ہوجاتا تو آج راہل گاندھی کو یہ دن دیکھنا نہیں پڑتا، اس فیصلہ کے پہلے شکار لالو پرشاد یادو ہوئے، 2013 میں ان کی پارلیامنٹ کی رکنیت ختم ہوئی، جگدیش شرما، رشید مسعود، مترسین یادو، اعظم خان، عبداللہ اعظم کی رکنیت کو بھی اسی قانون کے تحت ختم کیا گیا، لکشدیپ کے لوک سبھا ممبر پی پی محمد فیضل کو بھی نکالا گیا، کیرالہ ہائی کورٹ نے فوری طور سے اس فیصلہ پر روک لگائی، معاملہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے، لیکن ہائی کورٹ کے روک لگانے کے باوجود انہیں پارلیامنٹ میں گھسنے نہیں دیا جارہا تھا، گذشتہ دنوں سپریم کورٹ میں اس کی سماعت ہوئی تھی تو فیصلہ کے قبل ہی پارلیامنٹ سکریٹریٹ ان کی رکنیت بحال کردی۔

اس فیصلہ کا سیاسی پہلو زیادہ اہم ہے اور سب کی نگاہیں اسی پر لگی ہوئی ہیں، جس جملے پر سزا سنائی گئی ہے، اس سے بڑے بڑے ہتک آمیز جملے ماضی میں مختلف سیاسی قائدین کے ذریعہ کہے جاتے رہے ہیں، کسی پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی، کیوں کہ وہ سب منظور نظر تھے، ماضی کے اوراق پلٹیے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت کے وزیر اعظم اٹل بہاری باجپائی نے کہا تھا کہ ''کیا وجہ ہے کہ مسلمان کسی کے ساتھ چین سے نہیں رہ سکتے''، لال کرشن اڈوانی نے مسلمانوں کو ''ہندو محمدی'' کہنے کا مشورہ دیا تھا، اور کہا تھا کہ ''تمام مسلمان دہشت گرد نہیں ہیں، لیکن تمام دہشت گرد مسلمان ہیں''، آر ایس ایس سربراہ ہندوستان کے تمام باشندوں کو ''ہندو'' کہتے نہیں تھکتے، سابق دو مرکزی وزراء نے عہدہ پر رہتے ہوئے تمام سیکولر لوگوں کو گالیاں دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''ملک کے تمام سیکولر لوگ ناجائز اولاد ہیں''، فہرست بہت طویل ہے، بہوجن سماج وادی پارٹی کی صدر کو طوائف، دیش کے غداروں کو گولی مارو سالوں کو، یہ جملے بھاجپا کے دوسرے تیسرے درجہ کے لیڈران کے ہیں، سرفہرست رہنے والے بھاجپا قائدین کے بیان میں سونیا گاندھی کو کانگریس کی بیوہ، کانگریس ایم پی ششی تھرور کی آنجہانی بیوی سوننداکو پچاس کروڑ کی گرل فرینڈ، سی اے اے، این آر سی کے خلاف تحریک چلانے کے بارے میں یہ کہنا کہ ''دنگائی اپنے کپڑوں سے پہچانے جاتے ہیں'' یہ اور اس قسم کے جملے بھی ہتک آمیز ہیں، جو ایک خاص طبقہ کو ذلیل کرنے کے لیے استعمال کیے گیے، کیا ان جملوں پر کارروائی نہیں ہونی چاہیے تھی، لیکن ایسا کچھ نہیں ہوسکا، گاج گری تو راہل پر، وہ بھی کرناٹک سے مقدمہ سورت ٹرانسفر کرانے کے بعد، اب بھاجپا اور کانگریس سڑکوں پر اتر رہے ہیں، بھاجپا اس جملے کو دلت مخالف کہہ کر عوام کے پاس جائے گی اور کانگریس عوام کو بتائے گی کہ راہل کی رکنیت کا ختم کرنا ایک سازش کے تحت ہے، تاکہ وہ پارلیامنٹ میں مودی اور اڈانی کے رشتوں پر مزید روشنی نہ ڈال سکیں۔

راہل گاندھی کے ساتھ پوری کانگریس اور اٹھارہ (18) پارٹیاں کھڑی ہیں، معاملہ ہی کچھ ایسا ہے، ابھی علامتی دھرنے اور احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا ہے، یہ زور بھی پکڑ سکتا ہے، کانگریس کو اتنا فائدہ تو ضرور ہوا ہے کہ حزب مخالف اس فیصلے کے خلاف ایک آواز ہوگیا ہے، ممتا بنرجی اور محبوبہ مفتی کانگریس سے دوری بنائے رہنے کے اپنے عزم کے باوجود اس معاملہ میں راہل کی حمایت میں بول رہی ہیں، سیاسی تجزیہ نگار یہ بھی کہتے ہیں کہ اگلے انتخاب میں کانگریس کو اس فیصلہ کی وجہ سے ہمدردی کا ووٹ بھی مل سکتا ہے، جیسا اندرا گاندھی کے ساتھ 1977 کے بعد 1980 میں ہوا تھا، اور اکثریت سے ان کی اقتدار میں واپسی ہوئی تھی۔

اس واقعہ کے بعد راہل گاندھی نے اپنی پہلی پریس کانفرنس میں اڈانی اور وزیر اعظم کے رشتوں پر سوال اٹھائے، بیس ہزار کروڑ روپے کہاں سے آئے؟ اس کو دہرایا اور کہا کہ ہم ساورکر نہیں، گاندھی ہیں، گاندھی معافی نہیں مانگتے، یقیناً راہل گاندھی ساورکر نہیں ہیں، لیکن یہ بھی سچ نہیں ہے کہ انہوں نے کبھی معافی نہیں مانگی، دو تین بار کی معافی تو ہم جیسوں کو بھی یاد ہے، آرڈی ننس کی کاپی 2013 میں انہوں نے پھاڑی تھی اس کی معافی انہوں نے 2018 میں مانگی، 2018 میں رافیل معاملہ پر پھنسنے کے بعد انہوں نے 2020 میں معافی مانگی تھی 2018 میں ''چوکیدار چور ہے'' کہنے پر 2019 میں وہ معافی مانگ کر بچے تھے، معافی مانگنے والے راہل گاندھی اکیلے نہیں ہیں، دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجری وال پر آنجہانی ارون جیٹھلی نے دس کروڑ روپے کا ہتک عزتی کا مقدمہ کیا تھا، تین سال بعد اروند کیجری وال نے تحریری معافی مانگ کر اس مقدمہ سے چھٹکارا پایا تھا، انہوں نے مختلف معاملات میں کپل سبل اور نتن گڈکری سے بھی معافی مانگ کر خود کو بچایا تھا، لیکن اس معاملہ میں راہل گاندھی ایسا نہیں کر سکے اور پارلیامنٹ کی رکنیت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ کہتے ہیں کہ کرکٹ اور سیاست میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا، اس لیے انتظار کیجئے اور دیکھیے آگے آگے ہوتا ہے کیا۔

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا حسین احمد قاسمیؒ

مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ پریم جیور دربھنگہ کے بانی وناظم، مدرسہ عارفیہ سنگرام مدھوبنی کے سابق صدر مدرس، بھیلو چک (دربھنگہ) اور جامع مسجد کٹکی بازار، دربھنگہ کے سابق امام، مولانا حافظ حسین احمد قاسمی کا 02 مئی 2021ء مطابق 19 رمضان 1442ھ بروز اتوار بوقت پانچ بجے شام دربھنگہ میڈیکل کالج اینڈ ہوسپٹل (DMCH) میں انتقال ہوگیا، وہ برسوں سے شوگر کے مریض تھے، دوسال قبل کڈنی نے کام کرنا بند کردیا تھا، ڈائیلاسس پر زندگی چلتی رہی، چھ ماہ تک یہ عمل جاری رہا، پھر انتقال سے چار روز قبل کورونا میں مبتلا ہوگئے، اور بظاہر یہی مرض الموت ثابت ہوا، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عشا ان کے قائم کردہ مدرسہ میں مولانا امداد احمد قاسمی نے پڑھائی اور مقامی آبائی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں دو صاحب زادے حافظ ومولوی معتصم باللہ، حافظ معتضد باللہ عرف محمد انس اور چار لڑکیاں ہیں، جن میں سے تین مولانا رحمت اللہ عارفی ندوی، جناب حافظ محمد اشرف امام اور مولانا محمد عادل فریدی قاسمی کے نکاح میں ہیں، مولانا رحمت اللہ عارفی ندوی بہار ریاستی مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ملحق مدرسہ شمس العلوم کاشی پور، سمستی پور میں استاذ ہیں اور مولانا محمد عادل فریدی قاسمی کی خدمات امارت شرعیہ کو حاصل ہیں۔ جبکہ ان کے مجھلے داماد جناب حافظ اشرف امام صاحب تجارت سے منسلک ہیں۔

والدہ کا انتقال مولانا کے گذرنے کے صرف انتیس دن بعد 31 مئی 2021ء کو ہوا، اہلیہ ایک سال نو ماہ پہلے ان کی زندگی میں رخت سفر باندھ چکی تھیں، مولانا امداد احمد قاسمی کو وہ روحانی بھائی تسلیم کرتے تھے، وہ بقید حیات ہیں اور مولانا کے گھر کے ایک فرد ہی کی طرح ان کا تعامل ہے، وہ مولانا مرحوم کے ابتدائی استاذ جناب مولوی مشتاق صاحب کے صاحب زادہ ہیں، مولوی مشتاق صاحب رشید پور کے رہنے والے تھے، پوری زندگی مولانا مرحوم کے دروازہ پر ہی بنیادی دینی تعلیم دیتے رہے، استاذ زادے کی حیثیت سے مولانا کے نزدیک ان کی بڑی قدر تھی، اور مولانا امداد احمد قاسمی صاحب ان کے انتقال کے بعد بھی اس ربط وتعلق کو نبھا رہے ہیں۔

مولانا حسین احمد قاسمی بن ماسٹر ظہور الحسن (ولادت 18 جنوری 1933- وفات 04 اکتوبر 1999) بن محمد نذیر (م 1934) بن محمد مہدی حسین بن اخیار علی بن امام علی کی ولادت 1964ء میں لہیریا سرائے دربھنگہ سے پورب پریم جیور گاؤں میں ہوئی، مولانا کی نانی ہال حیا گھاٹ ضلع دربھنگہ تھی، ان کے نانا چودھری صغیر احمد بن چودھری سراج الدین تھے۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں جوان کے دروازہ پر ہی چلا کرتا تھا مولوی مشتاق احمد صاحب رشید پوری سے حاصل کی، حفظ قرآن بھی انہیں سے کیا، پہلا دور مدرسہ امدادیہ میں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ چلے گئے اور قاری یار محمد کی درسگاہ سے حفظ قرآن کا دور مکمل کیا، ان کی یادداشت بہت مضبوط تھی اور علاقہ کے اچھے حفاظ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، عربی دوم تک مدرسہ رحمانیہ میں پڑھنے کے بعد عربی چہارم تک مدرسہ اتحاد المسلمین باگھا کسمار موجودہ ضلع مدھوبنی میں تعلیم پائی، یہ مدرسہ بورڈ سے منسلک ہے، اس لیے فوقانیہ کا امتحان دیا اور اچھے نمبرات سے کامیاب ہوئے، عربی پنجم وششم کی تعلیم مدرسہ اصلاحیہ نام نگر نبٹولیہ سے حاصل کیا، نیز عربی ہفتم میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوکر یہیں سے 1987ء میں سند فراغ حاصل کیا، ماہرین علم وفن کی صحبت نے آپ کے اندر صلاحیت اور صالحیت اور تمام تعلیمی اداروں میں نامور اساتذہ سے کسب فیض نے ان کے اندر خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، ان کا شمار اپنے علاقہ کے زمینی علماء میں ہوتا تھا، جن کے اثرات عام اور فیوض تام تھے، اصلاح معاشرہ اور تعلیم کی ترویج واشاعت کو انہوں نے اپنا مشن بنایا اور پوری زندگی اس میں لگادی، فراغت کے قبل ہی 1985ء میں سلیمان پور، اجیار پور موجودہ ضلع سمستی پور کے ذی حیثیت اور زمیندار خاندان میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے، آپ کے سسر میر شفیع کریم (ولادت 1926- وفات 13 نومبر 2013) بن عنایت کریم تھے، جن کی تیسری لڑکی رضیہ شاہین (م 2 اگست 2019 مطابق یکم ذی الحجہ 1441ھ) آپ کے نکاح میں آئیں۔ وہ مولانا مرحوم کے تعلیمی کاموں میں بڑی معاون تھیں، خود بھی اوراد واذکار، تلاوت قرآن کا اہتمام تھا، اور مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ میں قیام پذیر مہمانان رسول کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھتی تھیں، مولانا کی گرتی صحت پر ان کی وفات کا غیر معمولی اثر پڑا، اور کہنا چاہیے کہ گھریلو اعتبار سے مولانا کے دست وبازو ٹوٹ گئے۔

دارالعلوم سے فراغت کے بعد امامت سے منسلک ہوئے، دوسال تک بھیلو چک (دربھنگہ) اور تین سال جامع مسجد کٹکی بازار شہر دربھنگہ میں دینی خدمات پیش کیں، تعلیمی معیار کو بڑھانے کے لیے عصری علوم کا رخ کیا اور متھلا یونیورسیٹی سے بی اے کی سند حاصل کی۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ عارفیہ سنگرام مدھوبنی سے کیا، صدر مدرس کی حیثیت سے اپنے پانچ سالہ قیام میں مدرسہ کے تعلیمی معیار کو بلند کیا، اور انتظامی اعتبار سے مدرسہ کو استحکام بخشا، ان کا درس طلبہ میں مقبول تھا اور مہمانان رسول پر ان کی شفقت مثالی تھی، اپنی سادگی، تقویٰ شعاری، خلوص وللّٰہیت اور کام کی لگن کی وجہ سے وہ عوام وخواص کے منظور نظر رہے، مدرسہ کی مالیات کو مضبوط کیا اور مدرسہ عارفیہ کی مغربی عمارت کو دومنزلہ کرایا، 1999 میں انہوں نے اکابر کے مشورے سے پریم جیور میں مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اپنی زمین مدرسہ کو دی، اور جلد ہی اپنی محنت سے انگریزی سے مرعوب لوگوں کے درمیان دینی تعلیم کا مزاج بنانے میں کامیاب ہوئے، شہری حلقوں سے طلبہ کا رجوع مولانا کے مدرسہ کی طرف ہونے لگا، یہ اپنے میں بڑی بات تھی۔ (بقیہ صفحہ ۸/ پر)

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

محبّ اردو حمید انور اور بک امپوریم

ڈاکٹر محمد ممتاز فرخ نجمی بن حمید انور مرحوم خاصے پڑھے لکھے انسان ہیں، ڈبل ایم اے، پی اچ ڈی اور ایل ایل بی کیے ہوئے ہیں، آبائی وطن میر غیاث چک ڈاکخانہ بربیگھا ضلع نالندہ ہے، لیکن رہائش ان دنوں بی-۳، سکنڈ فلور اے ساجدہ گلیکسی اپارٹمنٹ نیو کھجوربنہ، پتھر کی مسجد پٹنہ ۶/ ہے۔ بہار قانون ساز کونسل کے شعبہ اردو میں سیکشن افسر ہیں، فکر تونسوی حیات وخدمات ان کی پی اچ ڈی کا مقالہ ہے، اور محبّ اردو حمید انور اور بک امپوریم ان کی تالیف، آخر الذکر میرے زیر مطالعہ ہے، تین سو چھتیس (336) صفحات پر مشتمل یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے، کتاب کا آغاز عرض مرتب سے ہوتا ہے، اس کے بعد جناب محمد شکیل استھانوی کی توقیت حمید انور ہے، کتاب کا پہلا باب مضامین وتاثرات پر مشتمل ہے، دوسرے تیسرے باب میں مشاہیر کے مکتوبات کو جگہ دی گئی ہے، دوسرے باب میں تعلقات اور تیسرے باب میں تعزیت کے حوالہ سے مکتوبات کو جمع کیا گیا ہے، دوسرے باب کے مکتوبات خود حمید انور صاحب کے نام ہیں، جب کہ ان کے انتقال کے بعد تعزیتی خطوط فطری طور پر ان کے صاحب زادگان کے نام ہیں، چوتھا باب منظومات ہے، جس میں علقمہ شبلی کے قطعہ تاریخ وفات اور پروفیسر راشد طراز کے خراج عقیدت کو جگہ دی گئی ہے، پانچویں باب میں حمید انور صاحب کی ڈائری کے منتخب حصہ کو شامل کیا گیا ہے، چھٹے باب میں متفرقات اور ساتویں باب میں تصاویر کا البم ہے۔ ۲۰۲۲ء میں چھپی اس کتاب کی کمپوزنگ شادماں کمپیوٹر شاہ گنج پٹنہ نے کی ہے، امتیاز انور فہمی کے زیر اہتمام روشان پرنٹرس دہلی کے مطبع سے چھپوا کر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی نے شائع کیا ہے، بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ کا نام تقسیم کار کے طور پر درج ہے۔ 336 صفحات کی قیمت -/350 روپے زائد ہے، لیکن کیا کیجئے اردو کتابوں کی طباعت کے بعد مفت تقسیم اور بک سیلروں کو دی جانے والی کمیشن کا بار بھی ان ہی حضرات کو اٹھانا پڑتا ہے جو کتاب خرید کر پڑھا کرتے ہیں، کتاب کا انتساب حمید انور صاحب کے لیے دعاء مغفرت کی گذارش کے ساتھ معزز قارئین کے نام ہے، ممتاز فرخ نجمی نے یہ ایک اچھی طرح ڈالی ہے، اس رسم میں قارئین کو ہی فراموش کردیا جاتا ہے، جن کے لیے کتاب لکھی جاتی ہے، عموما انتساب مالداروں یا اساتذہ کرام کی طرف کیا جاتا ہے، جنہیں کتاب پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ہوا کرتی ہے۔

کتاب کا نام محبّ اردو حمید انور کافی تھا، بک امپوریم جوڑنے کی وجہ سے بک امپوریم غالب ہوگیا ہے، اور حمید انور کی شخصیت کے دوسرے کئی پہلو دب سے گیے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ پوری زندگی انہوں نے بک امپوریم کی ترقی کے لیے کام کیا، ہر مضمون نگار نے ادباء شعراء سے ان کے گہرے مراسم اور تعلقات کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ مراسم بک امپوریم ہی کے حوالہ سے ہیں، یقیناً بک امپوریم حمید انور صاحب کا میدان عمل رہا ہے، اور بہت سارے لوگ اسی حوالہ سے ان سے جڑے، لیکن یہ ان کی زندگی کا صرف ایک پہلو ہے، دوسرے اوصاف وخصائل پر بھی بھرپور روشنی کی ضرورت تھی، جس کا اس کتاب میں فقدان محسوس ہوتا ہے، بعض مضمون نگاروں نے کچھ رقم کیا ہے تو وہ ضمنی محسوس ہوتا ہے، اور قاری کی توجہ مبذول کرانے میں کامیاب نہیں ہے۔

کتاب کے مرتب اور مرحوم کے صاحب زادہ ڈاکٹر محمد ممتاز فرخ نجمی کا عرض مرتب اس سے مستثنیٰ ہے، انہوں نے داستانی انداز میں اپنے والد کی کتاب زندگی کے اوراق کو الٹا تو الٹتے چلے گیے، یہ پورا مضمون مرحوم حمید انور کی زندگی کو سمجھنے کے لیے انتہائی اہم ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح کوئی گھر کا بھیدی ہی لکھ سکتا تھا، ڈاکٹر محمد ممتاز فرخ نے عرض مرتب میں اپنے والد کی زندگی کا گہرا مطالعہ پیش کیا ہے، یہ مطالعہ اس کتاب کا سب سے اہم مضمون ہے، یہ حمید انور صاحب کی مقبولیت کی بات ہے کہ ان پر بڑے ادباء شعراء نے بھی اس مجموعہ کے لیے قیمتی مضمون لکھے ہیں، انیس رفیع، رضوان اللہ آروی، سید احمد قادری، شبیر حسن شبیر، ضیاء الرحمٰن غوثی، طلحہ رضوی برق، ظفر کمال، ظہیر انور، عاصم شہنواز شبلی، عبد الصمد، عطا عابدی، قاسم خورشید، کوثر مظہری، شکیل استھانوی، محمود عالم، مشرف عالم ذوقی، ڈاکٹر ممتاز احمد خان حاجی پوری، مناظر عاشق ہرگانوی، منور رانا وغیرہ جس شخصیت پر قلم اٹھا دیں تو اس کی معتبریت میں شبہہ کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے، مکاتیب کے باب میں بھی علقمہ شبلی، علی سردار جعفری، مظہر امام، الیاس احمد گدی، حرمت الاکرام، ظہیر انور، فضا ابن فیضی، سلام بن رزاق، مظفر حنفی، حامدی کاشمیری، پروفیسر محمد حسن، اسلوب احمد انصاری، کلام حیدری، شکیل الرحمٰن، شمس الرحمٰن فاروقی، عنوان چشتی، شمس مظفر پوری، رضا نقوی واہی، پروفیسر ظفر اوگانوی وغیرہ کے خطوط حمید انور مرحوم کے تعلقات کی وسعت اور قدر دانی کی غماز ہیں، اس باب میں مختلف عنوانات کے تحت علقمہ شبلی کی نظم خاصے کی چیز ہے، جو انہوں نے ”میرے ساتھی میرے حمید انور“ کے حوالہ سے لکھی ہیں، ان میں واردات قلبی کا اظہار چھوٹی بحر میں سہل ممتنع کے ساتھ کیا گیا ہے، اشعار کی برجستگی، سادگی اور ماجرا نگاری سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اس باب کے بیش تر خطوط اچھے ہیں اور ان میں مکتوب نگاری کے فن کو برتا گیا ہے، لیکن ان خطوط میں یکسانیت ہے، معاملات کا ذکر ہے، کتابوں کے نکلنے کا شکریہ ہے اور نئی کتابوں کے لیے مارکیٹ بنانے کی توقعات ہیں، ان خطوط کو سپاٹ بے رس تو نہیں کہا جاسکتا، لیکن ان میں جذبات کی شدت اور قلبی وارفتگی کی کمی کھٹکتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ سب ضرورت کے بندے ہیں اور اپنی غرض سے حمید انور صاحب سے تعلقات بنائے ہوئے ہیں، یا بنائے رکھنا چاہتے ہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ مکتوب نگار کے اپنے اپنے اسلوب نے اسے اس لائق ضرور رکھا ہے کہ قاری اسے پڑھنے پر مجبور ہوجائے۔ تیسرے باب میں تعزیتی خطوط بھی کم وبیش انہیں حضرات کے ہیں اور سب نے حمید انور صاحب کی موت پر غم وافسوس کا اظہار کیا ہے، بعضوں نے ان سے تعلقات پر بھی روشنی ڈالی ہے، جس سے حمید انور صاحب کی ان حضرات کے نزدیک اہمیت کا پتہ چلتا ہے، علقمہ شبلی سے مرحوم کا جو تعلق تھا وہ ایک اچھے دوست اور ساتھی کا تھا، انہوں نے ”ماتم مرگ حمید انور خوش دل“ سے سن وفات 2000 نکالی ہے، ایک دوسری تاریخ ہجری ہے جو ”تربت میں حمید انور“ سے نکلتی ہے۔ علقمہ شبلی نے حمید انور کی ذاتی خصوصیات کو تین اشعار میں نظم کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

نظر اللہ پر رہے : امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو اس حالت میں سرداری سے معزول کیا ہے جب کہ وہ کفار کے مقابلہ میں ملک شام میں دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، جس کی دو وجہیں تھیں، ایک تو حضرت خالد کی بعض سخاوتوں کو وہ بے موقع سمجھتے تھے، دوسرے یہ فرماتے تھے کہ لوگوں کو حضرت خالدؓ پر زیادہ نظر ہوگئی ہے، خدا پر نظر کم ہوگئی، یہ ٹھیک نہیں، غرض شام میں ابوعبیدہ کے پاس پروانہ بھیجا کہ میں نے خالد کو معزول کیا اور خالد کی جگہ تم کو مقرر کیا، یہ نرے عابد وزاہد بزرگ تھے، نہ آداب جنگ کا خالدؓ کے برابر تجربہ رکھتے تھے اور نہ ان کے برابر قواعد جنگ سے واقف تھے اور خالد سیف اللہ بڑے مشہور شجاع اور ماہر جنگ تھے، لوگوں نے آپ سے پوچھا بھی کہ حضرت یہ کیا کیا آپ نے یہی فرمایا کہ لوگوں کی نظر خالدؓ پر پڑنے لگی تھی، اللہ کی طرف متوجہ نہ تھے، مجھے ڈر ہوا کہ خالدؓ پر نظر کرنے سے کہیں نصرت الٰہی میں کمی نہ ہو جائے۔

یہ تھی حکومت: ایک دن گرمی کی سخت دوپہر میں، لو چل رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا جنگل کی طرف جارہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ امیرالمومنین ہیں، قریب جاکر آواز دی کہ امیرالمومنین! اس وقت سخت گرمی اور لو میں کہاں جارہے ہیں، فرمایا، بیت المال کا ایک اونٹ گم ہوگیا ہے، اس کی تلاش میں جارہا ہوں، انہوں نے عرض کیا کہ کسی خادم کو کیوں نہ بھیجدیا، فرمایا کہ قیامت میں تو سوال مجھ سے ہوگا، خادم سے نہ ہوگا، عرض کیا پھر تھوڑی دیر توقف کرکے تشریف لے جائیے، ذرا گرمی کم ہوجائے، فرمایا "نار جهنم اشد حرا" جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، یہ کہہ کر اسی دھوپ اور لو میں جنگل تشریف لے گئے، یہ تھی سلطنت!

ایک بار آپ ممبر پر کھڑے ہوئے، خطبہ پڑھ رہے تھے، خطبہ میں فرمایا "اسمعوا واطيعوا" ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا "لانسمع ولانطيع" آپ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا، آپ نے دو کپڑے پہن رکھے ہیں، جو مال غنیمت سے تقسیم ہوئے ہیں، مگر سب کے حصے میں تو ایک کپڑا آیا تھا، آپ نے دو کپڑے کیسے لئے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک تم سچ کہتے ہو، اے عبداللہ! تم اس کو جواب دو، اس پر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا امیرالمومنین کے پاس آج کوئی کپڑا نہ تھا، جسے پہن کر نماز پڑھاتے تو میں نے اپنے حصے کا کپڑا ان کو عاریۃً دیدیا ہے، اس طرح ان کے پاس دو کپڑے ہوگئے ہیں، جن میں سے ایک کی لنگی بنالی اور ایک کی چادر یہ جواب سن کر سائل رونے لگا اور کہا جزاک اللہ! اب آپ خطبہ پڑھیں، ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

تفقہ بھی عجیب چیز ہے : امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا کہ میں نے گھر میں روپیہ دفن کیا تھا، مگر اب جگہ یاد نہیں آتا، بہت پریشان ہوں، سارے گھر کو کھودوں تو اس میں مشقت ہے، کوئی تدبیر بتلائیے کہ موقعہ یاد آجائے، امام صاحب نے اول تو انکار کیا کہ بھائی یہ تو کوئی شرعی مسئلہ نہیں، جس میں جواب دوں، مگر اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کو یہ نیت کرلو کہ جب تک یاد نہ آئے گا اس وقت تک نفلیں ہی پڑھتا رہوں گا، چاہے صبح کیوں نہ ہوجائے، ان شاء اللہ یاد آجائے گا، چنانچہ اس نے اسی نیت سے نماز شروع کی دوسری ہی رکعت میں جگہ یاد آگیا اور جلدی سے سلام پھیر کر روپیہ نکال لیا، صبح کو امام صاحب سے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجھے تو دوسری رکعت میں یاد آگیا کچھ زیادہ نفلیں بھی نہیں پڑھنا پڑیں، فرمایا یہ شیطان نے بھلایا تھا، یہ اس کو کب گوارہ تھا کہ تم رات بھر نماز پڑھو اسلئے اس نے جلدی یاد دلایا مگر تم کو چاہئے تھا کہ اس کے بعد بطور شکر یہ کے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے تمام رات نماز پڑھتے اور جو سہو طبعی ہو اس کا یہ علاج نہیں۔

واقعہ تفقہ بھی عجیب چیز ہے، کسی کا بڑا پاکیزہ شعر ہے۔

فان فقيها واحدا متورعاً
اشد على الشيطان من الف عابد

شیطان کی چالوں کو عارفین خوب سمجھتے ہیں، امام صاحب نے خوب سمجھا کہ یہ جو دفن کرکے بھول گیا ہے، اس کو شیطان نے بھلایا ہے، وہ اس کو پریشان کرنا چاہتا ہے، اس لئے آپ نے یہ تدبیر بتلائی جس سے شیطان جلدی سے بتلادے کیوں کہ اس کو نماز گوارہ نہیں، اسی لئے یہ نماز میں وساوس بہت ڈالتا ہے، دنیا بھر کی باتیں نماز میں یاد دلاتا ہے۔

ناموں کی تاثیر: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک رافضی نے اپنے خچروں کے نام ابوبکر اور عمر رکھا تھا، (روافض کی ایسی ذلیل حرکتیں بہت معروف ہیں) ایک روز ایک خچر نے لات مار کر اس رافضی کا پیٹ پھاڑ دیا، امام اعظمؒ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ خچر ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، اس نام کا یہی اثر ہونا چاہئے تھا، تحقیق کی گئی تو اس کی تصدیق ہوگئی۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ناموں اور الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، ایک لڑکے کا نام والدین نے کلیم رکھا وہ اکثر بیمار رہتا تھا، میں نے اس کا نام بدل کر سلیم رکھا، اس وقت سے تندرست رہنے لگا، کیوں کہ کلیم کے معنی معروف مجروح اور زخمی کے ہیں۔

فائدہ: الفاظ اور ناموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔

دعا میں گریہ کی اہمیت: حضرت شیخ احمد خضرویہؒ بہت مقروض تھے، مگر ایسے ہی آمدنی بہت تھی، لوگ معتقد تھے، نذرانے بہت آتے تھے، اس لئے کوئی شخص قرض دینے سے انکار نہ کرتا تھا، جب وہ مرنے لگے تو سب لوگوں کو اپنے اپنے روپیہ کی فکر ہوئی اور انہوں نے گھر پر آکر تقاضا شروع کیا کہ آپ تو مر رہے ہیں، ہماری رقم کہاں ہے، آپ خاموش ہوکر منہ ڈھانک کر لیٹ گئے، فرمایا خدا پر نظر رکھو، اتنے میں ایک حلوائی کا لڑکا حلوا بیچتا ہوا سامنے سے گزرا آپ نے اسے بلایا اور سارا حلوا خرید کو لوگوں کو کھلا دیا، لڑکے نے دام مانگے تو آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ لوگ بھی اپنے دام ہی مانگ رہے ہیں تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا، یہ سن کر لڑکے نے رونا شروع کیا کہ ہائے، مجھے تو میرا باپ مار ڈالے گا، لڑکے کو روتے دیکھ کر سب لوگوں کو شیخ پر غصہ آیا کہ بھلا ان بزرگ کو مرتے مرتے بھی قرض کرنے کی کیا ضرورت تھی، مگر ان کو کیا خبر تھی کہ انہوں نے قرض خواہوں کی ضرورت سے یہ کام کیا تھا، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ کسی امیر کا ایک خادم ایک سینی میں اشرفیاں لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور حضرت شیخ سے عرض کیا کہ فلاں امیر نے یہ ہدیہ خدمتِ والا کی خدمت میں ارسال کیا ہے، آپ نے اسے قبول فرمایا، دیکھا تو بالکل قرض کے برابر تھا، اسی وقت سب کا قرضہ ادا فرما دیا، اب تو لوگ بڑے معتقد ہوئے کہ واقعی مقبول بندے ہیں، کسی خادم نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے حلوائی کے لڑکے کا حلوا بلا ضرورت کیوں خرید فرمایا تھا، اس سے تو بڑی ذلت ہو رہی تھی، فرمایا کہ یہ ہمارے قرض خواہ جب یہاں آکر بیٹھے میں نے دعاء کی ارشاد ہوا کہ ہمارے یہاں کچھ کمی نہیں، مگر اس وقت کوئی رونے والا چاہئے اور ان میں کوئی رونے والا ہی نہیں، میں نے یہ رونے کی ترکیب کی۔

یہ بھی ایک انتظام ہے : مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود جنگل میں ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے دیکھا کہ کھیت میں بیٹھا ہوا تربوز کھا رہا ہے، میں نے اس کو ملامت کی کہ بندۂ خدا صبح ہی سے روزہ توڑ دیا کہنے لگا کہ گرمی میں رکھا نہیں جاتا ہے، میں نے کہا جب گرمی ہوتی اور تجھ سے روزہ نہ رکھا جاتا اسی وقت توڑ دیا ہوتا کہ اس وقت ظاہر میں تو ایک عذر ہوتا، اب ٹھنڈے وقت توڑنے میں کیا عذر ہے، مگر غالبًا وہ منتظم تھا کہ جو کام بعد کو کرنا پڑے گا اسے پہلے ہی کرلیا جائے، ایک قسم انتظام کی یہ بھی ہے۔

چنانچہ ایک شخص سفر کو چلا چلتے ہوئے اپنی ماں سے پوچھنے لگا کہ اماں کچھ منگوانا ہے، میں سفر جارہا ہوں، اس نے کہا وہاں سے ایک ہنڈیا مٹی کی لیتے آنا شاید جھنجھانہ جاتا ہوگا، کیوں کہ وہاں مٹی کی ہنڈیاں اچھی ہوتی ہیں، آپ نے ماں کی فرمائش کو یاد رکھا اور ایک ہنڈیا خریدی اور گھر کو چلا جب گاؤں قریب رہ گیا سوچا کہ ماں اس ہنڈیا کو لے کر کیا کرے گی، ظاہر ہے اس میں دال وغیرہ پکائے گی، پھر کچھ دنوں کے بعد یہ کالی ہوجائے گی، پھر پھوٹ جائے گی، تو جو کام اتنی مدت میں ہوگا میں اس کو ابھی نہ کروں، یہ سوچ کر ڈھیلوں کا چولہا بنایا، ہنڈیا میں پانی بھر کر چولہے پر رکھا پتے جمع کرکے اس کے نیچے جلائے جب وہ کالی ہوگئی، کسی پتھر پر دے ماری اور پھوڑ دی، جب گھر پہونچے تو ماں نے ہنڈیا مانگی تو کہا جی ہاں میں ہنڈیا تو لایا ہوں مگر یہ بتلاؤ کہ تم اسے کیا کرتیں، کہا میں اس میں دال سالن پکاتی، کہا پھر کیا ہوتا، کہا پھر چند روز کے بعد خراب ہوجاتی، کہا پھر کیا ہوتا، پھر پھوٹ جاتی، صاحبزادے بولے...بس جو کام تم اتنے عرصہ میں کرتیں، میں نے ایک ہی دن میں کیا اور سارا قصہ نقل کردیا، تو وہ تربوز کھانے والا بھی ایسا ہی منتظم تھا کہ دوپہر کے بعد جو کام کرنا پڑے گا اس کو صبح ہی کیوں نہ کرلیا جائے۔

جاہ زوال پذیر ہے : ایک رئیس نے دیوبند میں بڑی دھوم دھام سے دعوت کی، جس میں بڑا روپیہ صرف ہوا، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کے بعد ان رئیس صاحب کو اس فراخ حوصلگی کی داد اس طرح دی کہ شیخ صاحب آپ نے بڑے حوصلہ کا کام کیا، مگر افسوس یہ ہے کہ اتنا روپیہ خرچ کرکے آپ نے ایسی چیز خریدی جو بازار میں پھوٹی کوڑی کو بھی نہیں بک سکتی، یعنی نام، اور اگر بدنامی ہوگئی تو وہ خیالی جاہ بھی جاتی رہی، بس جاہ کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی منہار پوٹلہ باندھے ہوئے چوڑیوں کا لے جارہا تھا، ایک گنوار نے لاٹھی کا کھودا مار کر پوچھا کہ میاں اس میں کیا ہے (گاؤں والوں کی عادت ہے کہ وہ لاٹھی مار کر پوچھا کرتے ہیں) اس منہار نے جواب دیا کہ اس میں ایسی چیز ہے کہ ایک کھودا اور ماردد تو اس میں کچھ بھی نہیں، اسی طرح جاہ ایسی چیز ہے کہ ذرا سی ٹھیس میں جاتی رہتی ہے۔

اخلاص کی قدر: ایک بزرگ کسی دوسرے بزرگ کی ملاقات کو چلے، پاس کچھ نہ تھا، محبت میں خیال ہوا کہ خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے، کچھ تو لے کر جانا چاہئے، راستہ میں دیکھا کہ درختوں پر سے لکڑیاں سوکھ کر زمین پر پڑی ہیں، ان کو جمع کرکے ایک گھٹری باندھ کر ان بزرگ کی خدمت میں پہونچے اور عرض کیا کہ حضرت کچھ لکڑیاں لایا ہوں، حضرت کے یہاں ایک وقت کی روٹی ہی پک جائے گی وہ بزرگ اس ہدیہ کی کیسی قدر فرماتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ یہ چیز حب فی اللہ کی وجہ سے آئی ہے، اس کی تحقیر نہ کرنا، ویسے ہی مت جلا ڈالنا، بلکہ اس کو محفوظ رکھو، ہمارے مرنے کے بعد ہمارے غسل کا پانی ان سے گرم کرنا، وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا، خلوص ہو تو ایسا ہو، جیسا ان مُہدی (ہدیہ پیش کرنے والے) کو تھا اور قدر ہو تو ایسی ہو جیسی ان مُہدی الیہ نے کی۔

ہمت کی برکت: ایک بزرگ تھے کہ لمبے سفر میں نماز و جماعت کے خیال سے ایک دو آدمی کو ہمراہ رکھتے تھے اور چھوٹے سفر مین ایسے انداز سے سفر کرتے تھے کہ نماز کے وقت منزل پر پہونچ جاویں، اتفاق سے ایک چھوٹے سفر میں راستہ میں کچھ حرج ہوگیا اور ظہر کا وقت آگیا، گاڑی بان ہندو تھا، انہوں نے وضو کیا، سنتیں پڑھیں کوئی اور نمازی نہ دکھائی دیا، انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ میں ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتا ہوں اور اس وقت میں مجبور ہوں، اگر آپ چاہیں تو اس وقت بھی جماعت سے مشرف کرسکتے ہیں۔

مصلّٰی بچھا کر یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ گاڑی بان سامنے آیا کہ میاں مجھے تم مسلمان کرلو، بڑی مسرت ہوئی سمجھ گئے کہ دعاء قبول ہوگئی (کیا پوچھنا ہے اس مسرت کا وجد ہو رہا ہوگا) اسی وقت مسلمان کیا اور وضو کرا کر کہا جس طرح میں کروں، اسی طرح تو بھی کر اور سب ارکان میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا رہ۔

فائدہ: دیکھئے یہ برکت تھی ہمت کی اور اس طرح محض سبحان اللہ سبحان اللہ سے ہماری نماز تو نہیں ہوگی، مگر نو مسلم کی ہوجائے گی، جب تک اسے سورتیں اور دعائیں یاد نہ ہوں، جتنی جتنی یاد ہوتی جائیں اتنی اتنی اسے بھی پڑھنا واجب ہوگا۔

آنکھوں میں توحید کا سبق

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے فرمایا کہ آنکھ میں سفیدی بھی ہے اور سیاہی بھی، اللہ کی یہ قدرت ہے کہ سفیدی کے حصے سے نظر نہیں آتا اور سیاہی کے حصے یعنی پتلی سے نظر آتا ہے، معلوم ہوا کہ وہ دکھلائیں تو تاریکی میں دکھلا دیں اور نہ دکھلانا چاہیں تو سفیدی اور چاندنی میں نہ نظر آئے اور پھر دونوں آنکھوں سے ایک ہی شئی نظر آتی ہے دو نہیں، اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ ایک خدا پر نظر رکھو، دیکھو دو آنکھ بھی مل کر ایک ہی دکھلاتی ہیں تو توحید نکل آئی۔

رمضان اور قرآن

مولانا رضوان احمد ندی

قرآن پاک اللہ کی آخری اور مقدس کتاب ہے۔ جو ساری دنیا کی رشد و ہدایت اور انسانیت کی ہمہ گیر رہنمائی و رہبری اور نجات کے لئے اتاری گئی ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ قرآن لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کے کھلے ہوئے دلائل ہیں۔ قرآن پاک نے اپنے جن اوصاف وکمالات کا تعارف کرایا ان میں ہدایت و رہنمائی کو سب سے اہم اعجاز قرار دیا۔ سورہ انبیاء میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں جس میں تمہاری نصیحت موجود ہے، کیا باوجود تبلیغ و موعظت کے پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور نہیں مانتے ہو، قرآن پاک میں سب سے پہلے بنیادی عقائد اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی گئی۔ اس کے بعد انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق قانون سازی کا عمل پیش کیا گیا۔ غرضیکہ اس میں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر ہدایت اور رہنمائی کی گی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اس آخری ہدایت نامہ میں انسان کو زندگی کے ایک نئے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں اور نئے انداز کی امت کو وجود میں لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے قرآن پاک پہلے انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے پھر اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور آخر میں اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ کتب تاریخ و سیر میں ضماد ازدی کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا ضماد ازدی کی زبان سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ خدا کی قسم میں کاہنوں کی بولی، جادوگروں کے منتر، اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں۔ مگر تمہارا یہ کلام کچھ اور ہی ہے وہ تو سمندر تک میں اثر کر جائے گا۔

دنیا کے بڑے بڑے ادباء، فصحاء اور بلغاء کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، کوئی انسان اس جیسا کلام نہیں پیش کرسکتا، قرآن پاک ہی کا کرشمہ اعجاز ہے کہ اس نے حضرت عمر بن خطابؓ جیسے جری، بہادر اور باہمت شخص کو چند آیتوں کے بعد کلمہ حق قبول کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور کردیا، اور اس وقت بھی اگر آپ قرآن پاک کو تدبر و تفکر اور فکر و نظر کی وسعت و بیداری کے ساتھ تلاوت کریں تو آپ کے نظام زندگی میں انقلاب برپا کردے گا۔ آخرت کی طرف توجہ اور خشیت الٰہی دل میں پیدا کرے گا۔ اگر قرآن پاک کو دل کی گہرائی اور قرآنی بصیرت کے ساتھ تلاوت کی جائے تو جس طرح اچھے اشعار کو بار بار پڑھنے سے ذہن پر معانی کا انکشاف ہوتا ہے اسی طرح قرآن کی تلاوت سے اس کی گہرائی کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور قلب عرفان الٰہی سے منور ہوتا ہے۔ خود قرآن مجید نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ''ھدی للمتقین '' خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے الفاظ میں کہ ''قرآن مجید کے مطالعہ کے وقت اس کا یہ اپنا بتایا ہوا وصف اول ہی دن سے ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ وہ کوئی تاریخ کا دفتر نہیں کہ اس میں سنہ وار ترتیب کے ساتھ پچھلے زمانہ کے واقعات درج ہوں، کوئی سائنس کی کتاب نہیں کہ علوم طبعی و ریاضی کے مسائل کا حل علوم ریاضی کے اوراق میں ڈھونڈھا جائے، کوئی فلسفہ کا مقالہ نہیں کہ اس میں اس کے پڑھنے والے اشراقیوں اور مشائیوں، یونانیوں اور ہندیوں کے ظنون اور نظریات میں الجھے رہیں۔ افسانہ و محاضرات کی کتاب نہیں کہ پڑھنے والے تفریح اور دل بہلانے کے لئے پڑھیں۔ اس کی اصل اور بنیادی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ ہدایت نامہ ہے، دستور حیات ہے، مکمل و مفصل نقشہ زندگی ہے (تفسیر ماجدی ج اول ص 48) اور کیوں نہ ہو یہ دنیا کی سب سے پہلی اور آخری کتاب ہے جس کی حفاظت و اشاعت کا خود اللہ جل شانہ نے وعدہ فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ اس کی تیس پارے ایک چھ و سات سال کے بچوں کے سینے میں محفوظ رہتے ہیں اور وہ بلا کم کاست ایک نشست میں پڑھ کر سنا دیتے ہیں، آج مسلمانوں کی بہت کم آبادی ہوگی جہاں حفاظ قرآن موجود نہ ہوں۔ جس کا تجربہ اور مشاہد رمضان کے مبارک مہینے میں برابر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے کہ جہاں ایک طرف رمضان میں پورا قرآن کا پڑھنا عبادت ہے وہیں دوسری طرف تراویح کی نماز میں سننا فقہاء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس شخص نے ایمان کے ساتھ، ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں تراویح کا اہتمام کیا اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ بخش دیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔

قرآن پاک کا رمضان المبارک سے گہر رشتہ اور تعلق ہے، اس مبارک مہینہ میں اللہ جل شانہ نے قرآن پاک نازل فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا، جو لوگوں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے۔ اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں (سورہ بقرہ) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حدیث کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ: ''قرآن پاک رمضان کی چوبیس رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ تو بھیجا گیا، پھر تھوڑا تھوڑا کرکے مناسب احوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپ کو مکرر سناتے جاتے تھے، ان سب حالات سے رمضان کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے اس مہینہ میں تراویح مقرر ہوئی، پس قرآن کی خدمت اس مہینہ میں خوب اہتمام سے کرنی چاہیے کہ اسی واسطے مقرر اور معین ہوا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند) لہٰذا اس ماہ میں زیادہ سے سے زیادہ وقت اللہ کے احکام کی رفاقت میں گزاریں، قرآن پاک خوب پڑھیں، اور یاد کریں۔ اس مقصد کے لئے آپ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور کم ازکم پانچ چھ آیات ترجمے کے ساتھ ضرور پڑھیں اور اس کے حقائق و معانی اور علوم و معارف پر غور کریں اس سے جہاں اللہ کا قرب نصیب ہوگا وہیں تسکین قلب اور روحانی مسرت بھی حاصل ہوگی۔ اسی قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ روز محشر میں بلند مقام عطا فرمائیں گے مسلم اور بیہقی کی ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا۔ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ قرآن کہے گا کہ اے اللہ میں نے اس کو رات میں سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا۔ خداوندا آج اس کے حق میں میری شفاعت قبول کیجئے۔ چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ کردیا جائے گا۔ سبحان اللہ یہ کیسے خوش نصیب بندے ہوں گے جن کی روزہ کی شفاعت سے تو گناہ ختم کردیئے جائیں گے اور قرآن کی شفاعت سے درجات علیا نصیب ہوں گے۔ مگر جو لوگ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں مگر نہ اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا مگر اس کو باندھ کر معلق کردیا، نہ اس کی تلاوت کی پابندی کی، نہ اس کے احکام پر غور کیا قیامت کے دن اس کے گلے میں پڑا ہوا آئے گا اور اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا کہ آپ کے اس بندہ نے مجھے چھوڑ دیا تھا آپ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمادیں۔ (قرطبی) غیروں کا کیا شکوہ! آج خود مسلمان بھی قرآن مجید کے ان فضائل سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں، آج دنیا کی دوسری مہذب قوموں نے قرآنی تعلیمات و ہدایات کو اختیار کرکے اپنے معاشرہ کو درست کرلیا، مگر ہم ہیں کہ اس میں سب سے پیچھے نظر آتے ہیں۔ رمضان کا مبارک مہینہ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ مہینہ بھی غفلت و بے حسی میں گذر جائے اور ذکر و تلاوت سے محروم رہ جائیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے دلوں میں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق عطا فرمائے اور اس ماہ میں اپنی جھولیاں بھر لینے کے لئے محنت کی توفیق عطا کرے۔ آمین

بہار میں علاقائی تعصب کی سیاست یا سازش!

پروفیسر مشتاق احمد

آزادی کے بعد ملک کی مختلف ریاستوں میں ترقیاتی رفتار الگ الگ رہی ہے اور کوئی ریاست ترقی یافتہ ریاست کی صف میں کھڑی ہوگئی تو کوئی ریاست بیمار ریاست کہلانے لگی۔ اگرچہ قومی سیاست کا یہ دعویٰ رہا کہ وہ ترقیاتی کاموں کے معاملے میں ملک کے تمام حصوں پر نگاہ رکھتی ہے اور توازن برقرار رکھا جاتا ہے لیکن یہ تلخ سچائی ہے کہ کہیں نہ کہیں اس دعوے میں کھوٹ رہا جس کی وجہ سے پسماندہ ریاستوں کی تصویر نہیں بدل سکی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف ریاستوں میں علاقائی پسماندگی کی سیاست پروان چڑھنے لگی اور علاقائی سیاسی جماعتوں کو اس کا خاطر خواہ فائدہ بھی ملا۔ یہ اور بات ہے کہ اس سیاست سے عوام الناس کی وہ امیدیں پوری نہیں ہوئیں جن امیدوں میں وہ جی رہے تھے۔

بہرکیف! بہار میں بھی گذشتہ دو دہائی سے ریاست کو خصوصی مراعات دینے کی سیاست چل رہی ہے۔ ہر ایک قومی بجٹ کے بعد یہ بحث تیز ہوجاتی ہے کہ بہار کو پھر نظر انداز کیا گیا۔ دراصل بہار کی تقسیم کے بعد تمام بڑے صنعتی کل کارخانے جھارکھنڈ کے حصے میں چلے گئے اور بہار میں صنعت کے نام پر صرف اور صرف زراعت پر مبنی صنعت کے مواقع رہ گئے۔ لیکن افسوسناک صورتحال یہ رہی کہ زراعت پر مبنی بیشتر چینی ملیں، جوٹ ملیں اور دیگر چھوٹے بڑے صنعتی ادارے بند ہوتے چلے گئے۔ ایسی صورت میں یہاں کے پسماندہ اور مزدور طبقے کو دوسری ریاستوں کا رخ کرنا پڑا اور وہ ملک کی مختلف ترقی یافتہ ریاستوں میں پھیلنے لگے۔ ان مزدوروں کے خون پسینے سے ترقی کے منارے بلند ہونے لگے لیکن وقتاً فوقتاً یہ خبریں بھی عام ہونے لگیں کہ ان ریاستوں میں یہاں کے مزدور علاقائی تعصب کے شکار بھی ہو رہے ہیں۔ پنجاب، آسام، گجرات اور کشمیر میں کئی ایسے خونریز واقعات رونما ہوئے جس میں بہار سے تعلق رکھنے والے مزدوروں کی جانیں بھی گئیں اور جاں بحق ہونے والے مزدوروں پر قومی اور ریاستی سیاستوں میں طوفان بھی کھڑا ہوتا رہا۔ لیکن اس کے باوجود ان غریب مزدوروں کے سامنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں۔ ظاہر ہے کہ جب روزگار کے مواقع نہیں ہوں گے تو وہ اپنی ریاست یا اپنے علاقوں میں رہ کر کیا کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقائی تعصب کے شکار ہوتے ہوئے بھی وہ ملک کے مختلف حصوں میں مزدوری کی بدولت اپنی زندگی گذار رہے ہیں۔ لیکن گاہے بگاہے کچھ ایسی خبریں آتی رہتی ہیں جس سے بہار میں سیاست تیز ہوجاتی ہے۔ یہاں کی حکمراں جماعت ایک طرف ان مزدوروں کے ساتھ ہونے والے واقعات پر ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور انصاف کا مطالبہ کرتی ہے تو دوسری طرف حزب اختلاف کی پارٹیاں حکمراں جماعت کو نشانہ بنانے میں لگی رہتی ہیں اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ اب علاقائی تعصب کے نام پر سیاست ہونے لگی ہے۔ حال ہی میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی کہ تمل ناڈو میں بہاری مزدوروں کے ساتھ نازیبا سلوک کیا جارہا ہے اور بڑی تعداد میں مزدور وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگ رہے ہیں۔ چوں کہ ان دنوں سوشل میڈیا کا سیلاب ہے، اس لئے اس طرح کی افواہیں دیکھتے ہی دیکھتے طوفان برپا کردیتی ہیں۔ مگر اس بار جو حقیقت سامنے آئی ہے وہ ایک سازش کا حصہ ثابت ہو رہا ہے۔ تمل ناڈو اور بہار پولیس نے ایک ایسے یوٹیوب چلانے والے گروہ کا پردہ فاش کیا ہے۔ جس نے فرضی طور پر زخمی مزدوروں کی تصویریں دکھا کر اپنے یوٹیوب چینلوں کی تشہیر کرنے کی سازش کی تھی۔ اس گروہ میں تقریباً پچاس ایسے مقامی یوٹیوب چینل چلانے والے شامل تھے جن لوگوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اس طرح کی افواہیں عام کی تھیں اور اس سازش کے ماسٹر مائنڈ منیش کشیپ کی گرفتاری کے بعد یہ خلاصہ ہوا ہے کہ جن زخمی مزدوروں کو ریلوے اسٹیشنوں، بس اسٹینڈ اور آتے جاتے دکھایا جارہا تھا وہ سب حقیقت میں ایک ڈرامہ تھا۔ ان لوگوں نے مبینہ طور پر مزدوروں کو زخمی دکھا کر سنسنی پھیلائی تھی اور تمل ناڈو کے خلاف ایک ماحول بنانے کی کوشش کی تھی۔ چوں کہ ماضی میں بہار کے مزدور علاقائی تعصب کے شکار ہوتے رہے ہیں اس لئے اس بار جب یہ خبر عام ہوئی تو بہار میں دیکھتے ہی دیکھتے سیاسی بیان بازی تیز ہونے لگی اور حکمراں جماعت کو نشانہ بنایا جانے لگا۔ لیکن اب جب حقیقت سامنے آئی ہے تو اس طرح کی افواہ کا مقصد حکمراں جماعت کے خلاف ماحول تیار کرنے کی سازش ثابت ہو رہی ہے۔ اب تک پولیس نے یہ خلاصہ نہیں کیا ہے کہ اس کے پسِ پردہ کون سی سیاسی جماعت ہے، لیکن یہ اشارہ تو مل ہی رہا ہے کہ منیش کشیپ اور اس کے گروپ میں شامل یوٹیوب کے سہارے فرضی وارداتوں کی تصویریں عام کرنے والوں کا مقصد افواہ پھیلانے کے ساتھ ساتھ بہار کی حکمراں جماعت کو بدنام کرنا بھی ہے۔ ایک طرف تمل ناڈو کی حکومت نے اس سازش کو ناکام کرنے کے لئے اپنی پولیس بہار بھیجی ہے تو دوسری طرف بہار کی پولیس بھی ان کی مدد سے ان تمام سازش کرنے والوں پر نکیل کسنے میں لگی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی افواہوں سے ریاستی تعصب کو فروغ ملتا ہے تو دوسری طرف ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے تمل ناڈو کی پولیس اور بہار پولیس نے مشترکہ طور پر افواہ پھیلانے والوں اور سازش کرنے والوں کا راز فاش کرکے دونوں ریاستوں کے درمیان جو باہمی رشتے ہیں اس کو برقرار رکھا ہے اور مستقبل میں اس طرح کی سازش نہ ہو اس کا سراغ پایا ہے اس کے لئے دونوں ریاستوں کی حکومتیں اور انتظامیہ نے جس مستعدی سے کام کیا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس افواہ نے بہار کے لوگوں کے اندر ایک اضطراب پیدا کردیا تھا اور حکومت پر دباؤ بھی پڑنے لگا تھا کہ ریاست کے مزدوروں پر اپنے ملک میں ہی اس طرح کے ظلم ہو رہے ہیں لیکن اب جب یہ حقیقت عیاں ہوگئی ہے کہ یہ سب ایک سازش کا حصہ تھا تو عوام الناس کو بھی راحت ملی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت بہار ان افواہ پھیلانے والوں یوٹیوبر گروہ کے خلاف کس طرح کی کاروائی کرتی ہے کہ اس افواہ نے دو ریاستوں کے تعلقات کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ تعصب کی سیاست کو ہوا دینے کا کام کیا ہے۔ میرے خیال میں سوشل میڈیا کے ذریعہ جس طرح کی افواہیں، فرضی ویڈیو، بالخصوص فرقہ وارانہ اور مذہبی منافرت پر مبنی ویڈیو جاری کئے جاتے ہیں اگر تمل ناڈو کی پولیس کی طرح دوسری ریاستوں کی پولیس سنجیدگی سے کام کرے تو ممکن ہے کہ ملک میں ایک خاص نظریے کے لوگ اپنے سیاسی مفاد میں سوشل میڈیا کا جس طرح غلط استعمال کررہے ہیں اس پر نکیل کسا جاسکتا ہے کیوں کہ قومی ذرائع ابلاغ کی صورت تو پہلے ہی مسخ ہوچکی ہے کہ وہ کس طرح کی خبروں کو فروغ دے رہے ہیں۔ لوگوں کو سوشل میڈیا پر بھروسہ تھا کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں گے اور زمینی حقیقت کو ملک و قوم کے سامنے پیش کریں گے لیکن بہار کے یہ نام نہاد یوٹیوب چلانے والے گروہ نے آنکھیں کھول دی ہیں کہ کس طرح سوشل میڈیا بھی سازش کا شکار ہو رہا ہے اور نفرت انگیز سیاست کا حصہ بن گیا ہے جو ملک کی سالمیت اور تکثیریت کے لئے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

اسلام کے نظام زکوٰۃ کا مقصد

مولانا عبدالماجد رشیدی ندوی

جب انسان دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو وہ تن تنہا ہی آتا ہے، اور جب اس دارفانی سے دار بقاء کی جانب کوچ کرتا ہے، تب بھی وہ تن تنہا ہی ہے جاتا ہے، دنیا کا مال و متاع، جائدادیں، پروپرٹیاں ، اولاد و احفاد، غرض تمام تر مال و اسباب اور ہر چیز کو وہ چھوڑ کر رخصت ہوجاتا ہے، سب کچھ یہیں رکھارہ جاتا ہے، لیکن مال کی محبت، اولاد کی محبت، والدین اور دیگر متعلقین کی محبت انسان کے دل میں ایسی پیوست ہوجاتی ہے کہ دل سے نکلنے کا نام نہیں لیتی، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے خواہشات، عورتوں، اولاد، مالوں ڈھیر، سونا، چاندی، نشان زدہ گھوڑے، چوپاؤں اور کھیت کی محبت مزین کردی گئی ہے، یہ محض دنیوی ساز وسامان ہے حالانکہ اللہ کے پاس بہترین انجام ہے۔

بسا اوقات یہ محبتیں احکام شرع کے نفاذ میں بھی خارج ہوجاتی ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مزاحم ہوجاتی ہے، منجملہ دیگر ارکانِ اسلام کے ایک اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ کے ایک معنی صاف ستھرا کرنے کے آتے ہیں، اور ایک معنی نمو اور بڑھوتری کے آتے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال صاف ستھرا ہوجاتا ہے، اور جب زکوٰۃ ادا کردیا جاتا ہے تو جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے وہ بڑھوتری کی جانب گامزن ہوجاتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

زکوٰہ دین اسلام کا ایک اہم ترین فریضہ ہے، جس کا لازم وضروری ہونا کتاب وسنت سے محض ثابت ہی نہیں بلکہ فرض ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ، کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اللہ کا یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے، جامع صحیح میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے اپنے اور ہرقل کے مابین گفتگو کو مجھ سے نقل کیا اور کہا کہ میں نے ہرقل سے کہا تھا کہ وہ ہمیں زکوٰۃ کا اور نماز کا اور صلہ رحمی اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گہوارہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ: وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَادُمۡتُ حَیًّا. کہ مجھ کو میرے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں، ایک جگہ تاجروں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: رِجَالٌ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ. کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انہیں اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے خرید وفروخت (تجارت) کرنا غفلت میں نہیں ڈالتا، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ صاحب معالم التنزیل، علامہ بغویؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ایک مرتبہ بازار میں موجود تھے، نماز کا وقت ہوگیا تو لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی اپنی دکانیں بند کرکے مسجد میں داخل ہوگئے، حصرت عبداللہ ابن عمرؓ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا کہ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

عموماً تجارت وخرید وفروخت کے اوقات میں نمازوں کے اوقات آہی جاتے ہیں، اس موقع پر خصوصاً عصر کے وقت میں جب کہ کہیں ہفت روزہ بازار لگا ہوا ہو، یا خوب چالو مارکیٹ میں بیٹھے ہوں اور گاہک پر گاہک آرہے ہوں، کاروبار چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا اور پھر مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا تاجر کے لئے بڑے سخت امتحان کا وقت ہوتا ہے، بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مال کی محبت سے مغلوب نہ ہوں اور نماز کی محبت انہیں دُکان سے اُٹھا کر مسجد میں حاضر کردے۔ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ کے ساتھ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ بھی فرمایا ہے، نیک تاجروں کی تیسری صفت بیان فرمائی اور وہ یہ کہ یہ لوگ تجارت تو کرتے ہی ہیں جس سے مال حاصل ہوتا ہے اور یہ مال عموماً اتنا ہوتا ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوجاتا ہے، مال کی محبت انہیں زکوٰۃ کی ادائیگی سے مانع نہیں ہوتی، جتنی بھی زکوٰۃ فرض ہوجائے حساب کرکے ہر سال اصول شریعت کے مطابق مصارف زکوٰۃ میں خرچ کردیتے ہیں۔ درحقیقت پوری طرح صحیح حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنا بہت اہم ہے، جس میں اکثر پیسے والے فیل ہوجاتے ہیں، بہت سے لوگ اس وقت تک زکوٰۃ دیتے ہیں جب تک تھوڑا مال واجب ہو، لیکن جب زیادہ مال کی زکوٰۃ فرض ہوجائے تو پوری زکوٰۃ دینے پر نفس کو آمادہ کرنے سے قاصر رہ جاتے ہیں، ایک ہزار میں سے پچیس روپیہ نکال دیں، چار ہزار میں سے سو روپیہ دے دیں، یہ نفس کو نہیں کھلتا، لیکن جب لاکھوں ہوجاتے ہیں تو نفس سے مغلوب ہوجاتے ہیں، اس وقت سوچتے ہیں کہ ارے اتنا زیادہ کیسے نکالوں؟ مگر یہ نہیں سوچتے کہ جس ذاتِ پاک نے یہ مال دیا ہے، اسی نے زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا ہے اور ہے بھی کتنا کم؟ سو روپیہ میں ڈھائی روپیہ جس نے حکم دیا وہ خالق اور مالک ہے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ پورا ہی مال خرچ کردینے کا حکم فرمادے اور وہ چھیننے پر اور مال کو ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے پھر زکوٰۃ ادا کرنے میں ثواب بھی ہے اور مال کی حفاظت بھی ہے، یہ سب باتیں مؤمنین مخلصین کی ہی سمجھ میں آتی ہیں۔
(انوار البیان فی کشف اسرار القرآن ص 99، ج 4)

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر (قاضی) بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ اے معاذ تم وہاں کے لوگوں کو اس امر کے اقرار کی طرف رغبت دلانا کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، پس اگر وہ اس بات کو مان لیں تو انہیں اطلاع دینا کہ اللہ نے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر اگر وہ اس بات کو مان لیں تو انہیں اطلاع دینا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے لیا جائے اور ان کے فقیروں پر تقسیم کیا جائے۔ (سنن النسائی ص 258، ج / 1) صحیح البخاری میں۔ حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے، جو مجھے جنت میں لے جائے، اس شخص نے، ایسی گھبراہٹ اور عجلت سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کے ساتھ فرمایا کہ اسے کیا ہوگیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا سن لو، میں تجھے ایسا عمل بتاتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، اور نماز پڑھا کر اور زکوٰۃ دیا کر اور صلہ رحمی کیا کر۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے کہ اگر میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ کی عبات کیا کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کر اور فرض نماز پڑھا کر، اور فرض زکوٰۃ دیا کر، اور رمضان کے روزے رکھا کر وہ اعرابی بولا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اس سے زیادہ عبادت نہ کروں گا، پھر جب وہ چل دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوئی ہو کہ وہ اہلِ جنت میں سے کسی شخص کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔ صحیح البخاری ص 187 ج 1۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن غنمؓ سے مروی ہے ان سے ابومالک اشعری نے بیان کیا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضوء کو کامل طریقہ سے کرنا نصف ایمان ہے، اور الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور تسبیح پڑھنا اور تکبیر کہنا آسمان اور زمین کو بھر دیتا ہے، اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ برھان (دلیل ہے) اور صبر روشنی ہے اور قرآن کریم تمہارے موافق حجت ہے، یا تمہارے خلاف حجت ہے (سنن النسائی ص 259 ج 1)

حضرت ابووائلؒ نے عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے پاس مال ہو اور وہ اپنے مال کا حق ادا نہ کرے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے ایک گنجا سانپ پیدا فرما کر اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، حالت یہ ہوگی کہ وہ شخص اس سانپ سے بچ کر بھاگے گا، اور وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب سے اس کے مصداق کی تلاوت فرمائی: اللہ پاک کا ارشاد عالی ہے: وَلَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَیۡرًا لَّهُمۡ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ (سنن النسائی ص 260 ج 1) علامہ قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتیؒ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ کے سبب نزول کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ آیت کریمہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت ابوذر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی بھی ایسا ہو کہ اس کے پاس اُونٹ یا گائے، بھینس یا بکریاں ہوں اور اُن کا فرض (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن یہ جانور بہت ہی جسامت اور فربہی کے ساتھ سامنے آئیں گے، اُونٹ اپنے اپنے موزوں سے اس کو روندیں گے اور گائیں بکریاں اس کو سینگوں سے ماریں گی، جب پچھلی قطار روندتی اور مارتی اس پر پہونچے گی تو گھوم کر اول قطار آپہنچے گی یہ روندنے اور مارنے کا سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

بہر صورت مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ اللہ کی اس عطا کو یا خداداد مال کو، یا بخل کو اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں، زکوٰۃ نہ دینے والے کا گناہ بہت بڑا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَ الَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَ الۡفِضَّةَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَهَا ......الخ زکوٰۃ نہ دینے والے کے گناہ ظاہر کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک پر سوار ہوکر آئے گا، ایسی حالت میں کہ جس حالت میں وہ تھا، یعنی خوب فربہ اور موٹا تازہ جبکہ وہ مالک اس کا حق نہ ادا کرتا ہو، وہ اونٹ اسے اپنے پیروں سے روندے گا اور بکری اپنے مالک پر سوار ہوکر آئے گی، اس عمدہ حالت (فربہی) میں کہ جس پر وہ تھی جبکہ وہ بکری اسے اپنے کھروں سے کچلے گی اور اپنے سینگوں سے مارے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ حق ہے (پانی پلانے) گھاٹ پر وہ دوہی جائے اور اس کا دودھ ان محتاجوں کو جو وہاں کھڑے رہتے ہیں دیا جائے اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لاد کر میرے سامنے نہ آئے کہ وہ بکری چلاتی ہو پھر مجھ سے وہ شخص کہے کہ اے محمد میری شفاعت کیجئے، اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا ہوں، میں تو حکم الٰہی پہنچا چکا ہوں اور کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوئے میرے سامنے نہ آئے، کہ وہ اونٹ بول رہا ہو پھر وہ شخص مجھ سے کہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (میری شفاعت) کیجئے، اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا، میں تو حکم الٰہی پہنچا چکا۔ صحیح البخاری ص 188، ج 1۔ ان تمام آیات وروایات سے زکوٰۃ کی اہمیت اور تاکید ثابت ہورہی ہے، اس لئے اس اہم ترین فریصہ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی شدید ضرورت ہے!

ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اگر آپ ہمیں مال ومتاع عطا فرمائیں تو ہمیں آپ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرما، کیونکہ مال ودولت اصل نہیں بلکہ اصل چیز وہ رضائے رب تعالیٰ ہے، ہر چیز فنا کے گھاٹ اترنے والی ہے، صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات باقی رہے گی، اس لئے مال ومتاع کے چکر میں آکر اپنے ایمان کو خراب نہ ہونے دیں اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو اپنی بارگاہ میں خوب خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہمیں اس دارِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف منتقل فرمائے، اس لئے کہ اصل ٹھکانہ وہی ہے یہ تو محض دار الغرور (دھوکہ کا گھر ہے)۔

اخبار جہاں | محمد عادل فریدی | تعلیم و روزگار

سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ پر فرد جرم عائد

اسٹورمی ڈینیئلز کو 2016 کے انتخابی مہم کے دوران ''ہش منی'' یا منہ بند رکھنے کے لیے رشوت دینے کے الزام کی تفتیش کے بعد نیویارک کی گرینڈ جیوری نے سابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ پر فرد جرم عائد کرنے کا فیصلہ ووٹنگ کے ذریعہ کیا۔ عدالت کے اس فیصلے کے ساتھ ہی 76 سالہ ٹرمپ مجرمانہ الزامات کا سامنا کرنے والے پہلے سابق امریکی صدر بن گئے ہیں۔ ڈینیئلز نے ٹرمپ کے ساتھ ایک دہائی قبل اپنے جنسی تعلقات پر خاموش رہنے کے عوض میں الیکشن سے قبل مبینہ طور پر 130000 ڈالر کی رقم وصول کی تھی۔ نیویارک میں ''ہش منی'' یا خاموش رہنے کے لیے ادائیگی کرنا خلاف قانون نہیں مگر ٹرمپ پر الزام ہے کہ انہوں نے اس ادائیگی کو چھپایا اور اپنی تنظیم کے مالی ریکارڈ میں ردوبدل کی۔ ٹرمپ نے فرد جرم عائد کیے جانے کی سخت مذمت کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ یہ تاریخ میں اعلیٰ ترین سطح پر سیاسی انتقام اور انتخابات میں مداخلت ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

بحرین میں اسلام پر متنازعہ آن لائن بحث، تین افراد کو سزا

بحرین میں مذہبیات پر بلاگ پوسٹس کی سیریز اور یوٹیوب ویڈیوز کے ذریعے متنازعہ مباحث کرنے پر تین مردوں کو ایک ایک برس قید کی سزا سنادی گئی ہے۔ سزا پانے والے تینوں افراد کا تعلق ''تجدید'' نامی ایک کلچرل سوسائٹی سے ہے۔ تجدید کے مطابق وہ مذہب پر نہیں بلکہ روایات اور فقہی امور پر گفتگو کرتے ہیں۔ تاہم بحرین کے کچھ اہم شیعہ علماء اور دفتر استغاثہ نے ان پر ''مذہب کے بنیادی عقائد کی خلاف ورزی'' کرنے کے الزامات عائد کیے۔ خلیجی عرب ملک بحرین کی اکثریتی آبادی شیعہ مسلمانوں پر مشتمل ہے جب کہ شاہی خاندان سنی اسلام کا پیروکار ہے۔ دفتر استغاثہ نے سزا پانے والے افراد کے نام ظاہر نہیں کیے تاہم انسانی حقوق کے کارکنوں نے ان تینوں کی شناخت جلال القصاب، رضا رجب اور محمد رجب کے طور پر کی ہے۔ بحرین کی سرکاری نیوز ایجنسی کے مطابق سائبر کرائمز کے پراسیکیوٹرز نے تینوں افراد کو 'دانستہ طور پر مذہب اسلام کی ان بنیادی باتوں کو، جن پر تمام مسلمان فرقے متفق ہیں، مجروح کرنے کے الزام میں' فوجداری عدالت کے حوالے کیا تھا۔ استغاثہ کا کہنا ہے کہ اس گروپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں سے متعلق ایسی بلاگ پوسٹس شائع کیں اور یوٹیوب ویڈیوز بنائیں، جن سے ان کے بارے میں قرآن پاک میں ذکر کی گئی چیزوں کی نہ صرف تردید ہوتی ہے بلکہ اس سے ان کی تضحیک بھی ہوتی ہے۔'' (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

جاپانی وزیراعظم کی مسلم ممالک کے سفراء کو دعوت افطار

جاپان کے وزیراعظم فومیو کشیدا نے مذہبی رواداری کے اظہار کے طور پر ماہ رمضان میں مسلم ممالک کے 38 سے زائد سفیروں کو افطار پر مدعو کیا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق جاپانی وزیراعظم فومیو کشیدا نے مسلم ممالک کے سفراء کے اعزاز میں دعوتِ افطار اور ڈنر کا اہتمام اپنے گھر پر کیا۔ اس موقع پر جاپانی وزیراعظم کے اہل خانہ بھی موجود تھے جنھوں نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ روایات کا خیال رکھتے ہوئے کھجور سے افطار کرایا گیا اور انواع اقسام کے کھانے پیش کیے گئے۔ جاپانی وزیراعظم نے اپنے مختصر خطاب میں مسلم ممالک کے سفیروں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور رمضان کی مبارکباد پیش کی۔ جاپانی وزیراعظم نے اپنے خطاب میں مذہبی رواداری اور مختلف نظریات وعقائد رکھنے والوں کے درمیان ہم آہنگی کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ مسلم سفراء نے دنیا میں امن و استحکام اور مذہبی احترام کے فروغ کے لیے جاپانی وزیراعظم فومیو کشیدا کا شکریہ ادا کیا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

شام میں جنگ سے متاثرہ بچوں کے لیے ریڈیو اسٹیشن خصوصی لوری نشر کرنے لگے

شام میں جنگ زدہ ماحول سے خوف زدہ بچوں کو میٹھی نیند سلانے کے لیے ریڈیو اسٹیشنوں سے لوری نشر کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ شام میں ایک دہائی سے زائد عرصے سے جاری خانہ جنگی نے بچوں کی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور وہ مختلف ذہنی ونفسیاتی عوارض میں مبتلا ہو رہے ہیں جن میں بے خوابی بھی شامل ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی یہ لوری معروف شامی گلوکارہ غالیہ شاکر کی تخلیق ہے اور اسے انہوں نے اپنی ہی آواز میں ریکارڈ کروایا ہے۔ تاہم یہ کوئی عام لوری یا بچوں کا کوئی عام گیت نہیں ہے، بلکہ اس کی تخلیق میں امریکی نیورو سائنٹسٹ کی تحقیق اور میوزک تھراپی یعنی علاج بذریعہ موسیقی سے مدد لی گئی ہے۔ سائنسی بنیادوں پر تخلیق کی گئی یہ لوری بچوں کے دماغ کے اس حصے کی سرگرمی میں اضافہ کرتی ہے جو انسان پر نیند طاری کرتا ہے۔ چوبیس سالہ غالیہ شاکر گیت نگار بھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب مجھے پتا چلا کہ میوزک تھراپی کے ذریعے انسانی ذہن کو سکون پہنچایا جاسکتا ہے تو میں نے سوچا کہ کیوں نا خوف کا شکار بچوں کی مشکلات میں کمی کی کوشش کی جائے۔ شامی گلوکارہ کا کہنا ہے کہ انہیں امید ہے ان کی گائی ہوئی لوری جنگ کے شدید اثرات کا شکار شامی بچوں کو پرسکون نیند سلانے میں معاون ہوگی۔ (نیوز ایکسپریس)

جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر میں جدید طلبہ کے داخلہ کے لیے

آن لائن فارم بھرنے کا سلسلہ جاری

جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر ہندوستان کا منفرد ممتاز دینی، تعلیمی، تربیتی ادارہ ہے، جس کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ تقریبا ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ جامعہ رحمانی سے فیض یافتہ حفاظ، علماء وفضلاء ملک اور بیرون ملک میں دینی وملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ رحمانی کے سرپرست امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر تعلیمی مشاورتی مجلس نے یہ طے کیا ہے کہ جامعہ رحمانی کے تمام شعبہ جات (درجہ حفظ، درجات عربی، دارالحکمت، شعبہ تخصص فی الافتاء اور شعبہ صحافت) میں داخلہ کیلئے امسال بھی جدید طلبہ کا آن لائن فارم بھرا جائے گا۔

اس لیے جدید طلبہ کے داخلہ سے متعلق ہدایات جاری کی گئی ہیں تاکہ طلبہ اس کے مطابق داخلہ فارم پر کر کے اپنی کاروائی مکمل کرلیں۔ جن کی تفصیلات یہ ہیں۔ درجہ حفظ، درجات عربی اور دارالحکمت میں داخلہ کے لئے فارم پُر کرنے کی آخری تاریخ 28 رمضان المبارک 1444ھ ہے، داخلہ امتحان 11 اور 12 شوال المکرّم 1444ھ کو ہوگا۔ شعبہ صحافت میں فارم پر کرنے کی آخری تاریخ 10/شوال المکرّم 1444ھ ہیا ور داخلہ امتحان 20/شوال المکرّم 1444ھ کو ہوگا جبکہ شعبہ افتاء میں 20/شوال المکرّم 1444ھ تک فارم بھرا جائے گا اور داخلہ امتحان 25/شوال المکرّم 1444ھ کو ہوگا۔

مطلوبہ درجہ میں داخلہ کے لئے داخلہ امتحان میں کامیاب ہونا شرط ہے اور متعلقہ فارم کی مطلوبہ معلومات کو اردو اور انگریزی میں صحیح درج کرنا ضروری ہے۔ داخلہ فارم برائے جدید طلبہ اس سائٹ rahmanimission.org پر موجود ہے، کسی بھی قسم کے سوالات اور معلومات کے لیے ان نمبرات پر رابطہ کریں:۔

مفتی عبدالاحد رحمانی ازہری: 8102217957، مولانا عبدالعلیم رحمانی ازہری: 9142603040، مولانا محمد مشاہد حسین ندوی: 7261898580، مولانا محمد تسلیم قاسمی: 9006522981، مولانا ریحان الاسلام رحمانی: 7004250210

مزید معلومات کے لیے دفتر جامعہ رحمانی کے ان نمبرات پر رابطہ کریں:

9430029786=9430045222/9431277086=7004337937

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ میں دوسالہ ٹریڈ سیشن ۲۵+۲۳ سال 2023 میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس خواہشمند طلبہ حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کر سکتے ہیں: (۱) الیکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹسمین سول (۴) الیکٹریشین (۵) ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشن (۶) پلمبر (ایک سال)

رابطہ کے لئے نمبرات :

8825126782,9835012335,9304924575

سہیل احمد ندوی
سکریٹری

مولانا محمد شرف الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ کا مالیاتی دورہ

ماہ رمضان المبارک میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مالی استحکام کے لئے علاقہ رام گڑھوا، رکسول، پچھی پور، آمودئی، ادھ کپڑیا، بھوگاڑی، بیراگنیاں، ترواہ اور اس کے ملحقہ مواضعات میں مولانا محمد شرف الدین مبلغ امارت شرعیہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ انہیں رقم دے کر رسید لے لی جائے۔ تمام اہل خیر حضرات اور امارت شرعیہ کے محبین و متعلقین سے اپیل ہے کہ گذشتہ سال ک طرح امسال بھی رمضان المبارک کے موقع پر اس دینی وفلاحی ادارہ کا بھرپور تعاون فرمائیں اور اپنے رفقاء کو بھی اس طرف متوجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے گا۔ (پریس رپورٹ)

بقیہ : مولانا حسین احمد قاسمیؒ..................

مولانا خود تو لگے ہی رہتے، مولانا کی اہلیہ بھی اس کام میں ان کی بڑی ممد و معاون رہیں، جس کی وجہ سے مدرسہ کا کام تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔

مولانا نے مدرسہ کی تعمیر وترقی کی طرف توجہ دی، الحمد للہ آج مدرسہ کی عمارت اور مسجد کی تکمیل ہو چکی ہے اور مدرسہ کا نظام حسب سابق جاری ہے۔

مولانا سے میری ملاقات قدیم تھی کئی جلسوں میں ایک ساتھ شرکت ہو چکی تھی، وہ مجھ سے محبت کرتے تھے، لیکن گفت وشنید میں میرا خیال رکھتے، اس لیے میں ان سے کبھی بے تکلف نہیں ہوسکا، میری مشغولیت ان کے گاؤں اور مدرسہ میں جانے سے مانع ہوئی، مولانا رحمت اللہ عارفی ندوی کی تقریب نکاح میں شریک ہوا تھا، ان کی زندگی میں پھر دوبارہ ان کے گاؤں جانا نہیں ہوا، ان کے رفیق خاص، ہم دم وہمراز مفتی انوار احمد قاسمی ناظم مدرسہ عارفیہ سنگرام ہیں اور مولانا مفتی قمر عالم قاسمی، ان کے مدرسہ کے جلسوں میں مہمان خصوصی وہی ہوا کرتے۔

مولانا مرحوم روایتی جلسوں کے مخالف تھے، جس میں کئی کئی مقرر اور نعت خواں بلائے جاتے ہیں، وہ ایک دو مقرر کو بلاتے اور تاریخ بدلنے کے پہلے جلسہ ختم کر دیتے، ہر سال اس موقع سے دس بارہ حفاظ کی دستار بندی بھی ہوا کرتی۔ امسال گیارہ مارچ کو پہلا موقع تھا کہ ان کے مدرسہ کے جلسہ میں حاضری کی سعادت پائی، مدرسہ دیکھ کر اندازہ ہوا کہ ایک شخص کتنا بڑا کام کر گیا، اللہ رب العزت مولانا کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے رشتے مضبوط ہوتے ہیں

سیما شکور

انسانی فطرت کا یہ کمزور پہلو قابل اصلاح ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بہت جلدی بدگمان ہوجاتے ہیں۔اور غلط فہمیوں کو اپنے دل میں جگہ دینے کے لئے بہت جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ہم بلا سوچے سمجھے کدورت اپنے دل میں اس طرح پال لیتے ہیں کہ واپسی کے سارے راستے مسدود ہوجاتے ہیں۔بعض اوقات کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا بھی سچ نہیں ہوتا کیونکہ اس کے پس منظر میں کیا بات تھی ہم نہیں جانتے۔اس لئے غلط فہمیاں اگر آپ کے دل میں ڈیرا ڈال چکی ہیں تو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے،معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کیجئے۔آپسی تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی پوری کوشش کی جائے۔آپس میں بات چیت بھی بہت ضروری ہے۔ جب تک ہم ایک دوسرے کو وقت نہیں دیں گے،معاملات الجھتے ہی چلے جائیں گے۔اس بات کو بالکل بھی اہمیت مت دیجئے کہ فلاں نے یہ کہا اور وہ کہا۔آپ خود معاملے کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، ہر کسی کی بات پر یقین کر لینا مضبوط شخصیت کی نشانی نہیں ہوتی۔ اپنوں پر اعتماد کیجئے،نہیں تو دوسروں کی باتوں میں آکر آپ اپنوں کو کھودیں گے۔اگر کوئی دوسرا آپ کی زندگی میں دخل اندازی کرے اور بلا وجہ مشورے دے تو آپ کو سمجھ جانا چاہیے کہ ایسا شخص صرف آپ کی تباہی کا خواہشمند ہے۔وہ آپ کے لئے مخلص نہیں ہے۔ایسے لوگوں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔کبھی لوگ اس طرح کی سرگرمیاں رکھ کر اپنا کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کبھی ایسے لوگ ہم سے دشمنی نکال رہے ہوتے ہیں۔اگر آپ غلط فہمیوں کے خطرناک جنگل میں ایک بار گم ہوگئے تو پھر کبھی بھی اپنی منزل کو نہ پاسکیں گے۔ غلط فہمیوں کے اندھیرے میں آپ کچھ نہیں دیکھ پائیں گے۔خوشیاں کہیں دور چلی جائیں گی اور آپ تنہا رہ جائیں گے۔ اس لئے کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار سوچئے۔ جب ہم ذہنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتے ہیں تو پھر معمولی سی بات بھی نہیں سمجھ پاتے۔ غلط فہمیوں کی زہریلی فضا ہم سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لیا کرتی ہے۔اس لئے اپنے آپ کو پرسکون رکھنے کی کوشش کیجئے۔

جو لوگ ہمیشہ منفی سوچوں اور منفی خیالات میں مبتلا رہتے ہیں، ایسے ہی لوگ بہت جلدی غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔اس کے علاوہ جو لوگ شکی مزاج رکھتے ہیں وہ بھی بہت جلد غلط فہمی کو اپنے دل میں جگہ دے دیتے ہیں۔ایسے لوگ جو بچپن سے پراگندہ ماحول میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں وہ بھی نفسیاتی طور پر اس قدر ٹوٹ پھوٹ چکے ہوتے ہیں کہ مثبت سوچ رکھنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ منفی سوچوں میں ہی غرق نظر آتے ہیں۔اس قسم کے لوگوں کو کوئی بات سمجھانا بے حد مشکل ہوتا ہے۔غلط فہمیوں کی آلودہ اور زہریلی فضا میں رحمتوں کے پھول مرجھا جاتے ہیں۔پاکیزہ اور اسلامی ماحول میں پرورش پانے والے لوگ چونکہ خوف خدا رکھتے ہیں، اسی لئے وہ کسی بھی برے خیال کو اپنے دل میں پنپنے نہیں دیتے۔ چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے ایک طوفان کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور رشتے کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں۔ بدگمانی سے ہر ممکن بچتے رہنا چاہیے۔اگر آپ غلط ہیں، آپ سے غلطی ہوئی ہے تو اسے اعلیٰ ظرفی کے ساتھ مان لینا چاہیے۔ رشتے ایسے رویوں کی وجہ سے ہی مضبوط و پائیدار ہوتے ہیں۔جھکنے سے آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ ہمارے اردگرد کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حالات کو بہتر بنانے کے بجائے غلط فہمیوں کو ہوا دیتے ہیں۔ایسے لوگ بظاہر بہت سیدھے سادے اور معصوم نظر آتے ہیں، لیکن حقیقت میں فسادی ہوتے ہیں۔فساد برپا کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔انہیں آگ لگا کر دور سے، خاموشی سے، دیکھنا بہت پسند ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کے شر سے بچنا ہی اصل کامیابی ہے۔ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کی مکدر فضا میں ہماری سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہوجاتی ہیں۔ہم درست فیصلہ کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ایسے میں تنہا وقت گزاریے اور سکون سے معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ بدگمانیوں کے بادل آہستہ آہستہ چھٹتے چلے جائیں گے۔

انسان کی حد سے زیادہ خود پسندی بھی بدگمانی اور غلط فہمی کی وجہ بنتی ہے۔خود پسند انسان کسی کو بھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس ٹوہ میں لگا رہتا ہے کہ معمولی سی بات کو جواز بنا کر دوریاں پیدا کی جائیں، یقیناً ایسے لوگ رشتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔دوستی جیسے رشتے میں اگر بدگمانیاں اور غلط فہمیاں حائل ہوجائیں تو دوستی کتنی بھی پرانی ہو، وہ قائم نہیں رہ سکتی۔آپس میں بات چیت سے ہم معاملے کو سلجھا سکتے ہیں۔

بدگمانیاں اور غلط فہمیاں دلوں میں پال لینا تو بہت آسان ہے لیکن اس کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ فاصلے صدیوں پر محیط ہوجاتے ہیں، سب کچھ ختم ہوجاتا ہے، رشتوں میں اس قدر دراڑیں پیدا ہوجاتی ہیں کہ فاصلے سمیٹنا ناممکن ہوجاتا ہے۔خاندانوں میں پچاس فیصد جھگڑے غلط فہمی اور بدگمانیاں اپنے دل میں کسی کیلئے پال لینے کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ہم کسی کو بھی بلا تحقیق اور دلیل کے بنا برا اور غلط سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔غلط فہمی اور بدگمانی ہماری زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ہماری زندگیوں سے سکھ چین ختم ہوجاتا ہے۔ پچھتاوے ہماری زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ہمیں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سمجھنے کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے دوست، احباب نامساعد حالات سے گزر رہے ہوتے ہیں اور ہم لاعلم ہوتے ہیں۔ایسے میں اگر آپ ان کے بارے میں کوئی غلط رائے دیں یا سوچیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔غلط فہمیوں کے زلزلے جب آتے ہیں تو بہت تباہیاں ہوتی ہیں۔ہم غلط فہمیوں کی دیواریں اونچی سے اونچی کرنے میں لگے رہتے ہیں کہ زندگی کی شام ہوجاتی ہے۔ ہمارے اخلاقی طور پر دیوالیہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہم ناحق کسی پر تہمت لگائیں اور کسی کے بارے میں غلط باتیں پھیلائیں اور لوگ تو لوگ ہی ہیں افواہوں پر بہت جلد یقین کر لیا کرتے ہیں۔ہم سے سب سے بڑی غلطی یہ سرزد ہوتی ہے کہ ہم کسی کی بھی برائی بہت خاموشی سے سن لیتے ہیں نہ صرف سنتے ہیں بلکہ دوسروں تک پہنچانا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ رشتے بھروسے کی بنیاد پر ہی ٹکے ہوتے ہیں۔ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ رشتوں کی پائیداری کے لئے بہت ضروری ہے۔ مسکراہٹیں کھو جاتی ہیں، آنکھیں بھیگ جاتی ہیں، لفظ گم ہوجاتے ہیں، سناٹے چھا جاتے ہیں، پل میں خوشیاں روٹھ جاتی ہیں۔غلط فہمیاں اور بدگمانیاں رشتوں میں دراڑیں جو ڈال دیتی ہیں۔ پھر تو خوشیوں کو روٹھنا ہی تھا۔کبھی بھی کسی کی باتوں میں آکر آپ اپنوں کو نہ کھو دینا۔اپنوں پر بھروسہ کرنا سیکھئے، غیروں کی باتوں پر یقین کر کے اپنوں سے بچھڑ جانا عقل مندی نہیں ہے۔غلط فہمیوں کے خار لہولہان کرنے لگیں تو بات چیت سے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کیجئے۔یاد رکھیے آج کی خاموشی عمر بھر کا پچھتاوا بن جائے گی۔ اپنے بکھرے ہوئے رشتوں کو سمیٹ لیجئے، غلط فہمیوں کی گرد خود بخود صاف ہوجائے۔

غلط فہمیوں کے زہریلے ناگ رشتوں کو ڈس لیتے ہیں۔کبھی میاں بیوی ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہیں تو کبھی جگری دوست ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کو کھو دیتے ہیں۔راستے الگ الگ ہوجاتے ہیں۔ذہنی تناؤ سے بچنے اور خوش رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دوسروں کے بارے میں مثبت سوچ رکھیں۔ہم اگر غلط سوچیں گے تو سب کچھ غلط ہی نظر آئے گا۔ بدگمانی کی عینک اتار پھینکئے۔ ہر کسی کو اپنا مخالف سمجھنا صحت مند ذہن کی علامت نہیں۔آپ اپنے خیالات سے اپنی زندگی کو جنت یا جہنم بنا سکتے ہیں۔ بے یقینی کی کیفیت آپ کو کبھی بھی خوش رہنے نہیں دے گی۔ہم نے لوگوں کو پرکھنے اور جانچنے کے الگ الگ پیمانے بنا رکھے ہیں۔ہم مادہ پرستی میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ صاحب ثروت شخص کی ہر بڑی سے بڑی غلطی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جبکہ معاشی طور پر کمزور لوگوں کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی پہاڑ نظر آتی ہے۔ہم انسانیت سے نیچے گر چکے ہیں۔ہم پستیوں کی گہری کھائیوں میں گرتے ہی چلے جارہے ہیں۔غلط فہمی کو زندگی بھر کا روگ بنا لیتے ہیں۔ہم نے لوگوں کو الگ الگ خانوں میں بانٹ رکھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جھوٹی انا کے دبیز پردوں سے ہمیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے فیصلوں میں اس قدر اٹل ہوتے ہیں کہ حقائق سامنے آنے کے باوجود اپنے موقف سے پیچھے ہٹنا نہیں چاہتے۔ جھوٹی اور انا غرور ہمیں اندھا اور بہرہ بنا دیتے ہیں۔جن لوگوں کی سوچ کا دائرہ محدود ہوتا ہے وہ اپنی ذات سے ہٹ کر نہیں سوچ سکتے۔ایسے لوگ بہت جلدی غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ پھر فاصلے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز تصور کرنے والے لوگ بہت زیادہ غلط فہمیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

زندگی کے راستے حسین اور دلکش بھی ہوسکتے ہیں۔لیکن ہماری منفی سوچ کے زہر نے زندگی کے راستوں پر میں کانٹے بچھا دیئے ہیں۔ ہماری زندگی کے آسمان پر خوشیوں کا چاند بھی چمک سکتا تھا ہم نے غلط فہمی کی عادت کی وجہ سے اپنی زندگی کو اماوس کی رات بنا دیا ہے۔ ہماری زندگیوں میں گھٹن اور بے چینی ہماری زہر بھری سوچ کی وجہ سے ہے۔مگر ہم کبھی بھی اپنی غلطی کو غلطی تسلیم ہی نہیں کرتے۔ہم اپنی جھوٹی انا کے خول میں اس طرح قید ہیں کہ اپنی زندگی کو مشکل ترین بنا دیا ہے۔غلط فہمیوں کی آندھی نے رشتوں کے حسین پھولوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے، مسکراہٹیں چھن چکی ہیں، خاندان اجڑ رہے ہیں۔صلح جوئی سے بھی کسی کو دلچسپی نہیں ہے۔ہم روز بروز غلط فہمیوں کی دلدل میں دھنستے ہی چلے جارہے ہیں۔مشکلات بڑھتی ہی جارہی ہیں، سب ایک دوسرے سے متنفر ہوتے جارہے ہیں۔ایک گھر جب ٹوٹتا ہے تو اس کے اثرات پورے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ کچھ لوگ آپ کی زندگی میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو درپردہ آپ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ایسے لوگ اپنے منہ میں میٹھی زبان رکھتے ہیں لیکن وہ آپ کے خیر خواہ نہیں ہوتے۔ایسے لوگ غلط فہمیوں کی آگ کو ہوا دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ لگائی بجھائی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ آپ کو تباہ و برباد کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ایسے لوگوں سے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

ایسے لوگ آگ لگا کر تماشائی بن جاتے ہیں۔آپ کی تباہی و بربادی چاہنے والے لوگوں کو پہچانئے۔اپنے دوست اور دشمن میں فرق کرنا سیکھئے، آپ آنے والے تباہ کن اثرات سے محفوظ ہوجائیں گے۔ مٹھاس زیادہ بڑھ جائے تو وہ کڑواہٹ میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ضروری نہیں کہ مٹھاس بھرے لہجے واقعی آپ کے خیر خواہ ہوں۔ذرا سنبھل کر قدم رکھئے۔ ہماری ناسمجھی اکثر زندگی بھر کا روگ بن جایا کرتی ہے۔ ہر کسی پر بھروسہ کرنے کی غلطی ہرگز مت کیجئے۔ضروری نہیں کہ جیسا دکھائی دے ویسا ہی ہو۔اکثر آپ کے مشاہدے میں بھی یہ بات آئی ہوگی کہ چاہنے والے میاں بیوی ایک دوسرے سے بھی غلط فہمی کی وجہ سے دور ہوجاتے ہیں۔ دونوں کے راستے بدل جاتے ہیں۔اکثر اس طرح کے معاملات میں تباہی کے ذمہ دار وہ لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر اپنے نظر آتے ہیں لیکن وہ ہرگز بھی اپنے نہیں ہوتے۔وہ اپنائیت کا ڈھونگ ضرور کرتے ہیں لیکن وہ آپ کے خیر خواہ ہرگز نہیں ہوتے۔ ہر کسی کی بات پر یقین کرنے کی عادت ٹھیک نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے ذاتی معاملات میں حد سے زیادہ دخل اندازی کرتا پایا جائے تو آپ کو چوکنا ہوجانے کی ضرورت ہے۔ایسے لوگ چونکہ فسادی ذہن کے لوگ ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہوجانا بہتر ہے تاکہ ایسے لوگوں کے شر سے بچا جاسکے۔غلط فہمی کی دھند میں آپ درست فیصلے کبھی نہیں کر سکتے۔اگر ہم اپنی سوچ کو پاکیزہ اور صاف شفاف رکھیں گے تو کبھی بھی ہمارے دل میں کسی کے لئے بدگمانی پیدا نہیں ہوگی۔ بدگمانی غلط فہمی کو جنم دیتی ہے اور غلط فہمیوں کی آگ سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے لوگ قتل و غارت گری پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ ہمارا دین ہمیں امن کا سلامتی کا پیغام دیا ہے۔اسلام سے دوری کی وجہ سے ہم نے آج تک بہت نقصان اٹھایا ہے۔

کبھی ہم سے بات کو سمجھنے میں بھی غلطی ہوسکتی ہے۔ ہمارا اس بات پر قائم رہنا کہ ہم سے کبھی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوسکتی۔ ہم جیسا سوچ رہے ہیں، ویسا ہی ہے۔ یہ ہٹ دھرمی معاملے کو بگاڑنے کا سبب بنتی ہے۔اپنی طبیعت میں ٹھہراؤ اور سکون پیدا کیجئے۔کسی کی بات کو غلط رنگ دے کر زندگیوں میں زہر مت گھولئے۔ہم اپنی اور دوسروں کی زندگی کو خوبصورت بنا سکتے ہیں، بگڑے معاملات کو سلجھا سکتے ہیں، بس ضد اور جھوٹی انا کی عادت سے چھٹکارا پا کر ہم انمول مسرتوں کو پا سکتے ہیں۔ہم نے اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے کتنی زندگیوں کو جہنم بنا دیا ہے اور بنا رہے ہیں۔ہمیں اس بات کا بالکل اندازہ نہیں ہے۔نرم و گداز دل رکھنے والے لوگ کبھی بھی اپنے دل میں بغض، کدورت اور بدگمانی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے۔ وہ لوگوں میں صلح کراتے ہیں، غلط فہمیوں کو دور کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک مضبوط و مستحکم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اپنے دوست، احباب کی کہی گئی گفتگو کو امانت سمجھئے، ان کی باتوں کو اپنے آپ تک محدود رکھئے۔اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو یہ امانت میں خیانت کے زمرے میں ہی شمار کیا جائے۔ہم کبھی اس غلط فہمی کا بھی شکار ہوجایا کرتے ہیں کہ سارے لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں، ہم چاہے دوسروں سے جیسا بھی رویہ رکھیں، لوگ ہم سے دوری اختیار نہیں کر سکتے۔ہم چونکہ اس خوش فہمی کی غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم سب سے اعلیٰ و برتر ہیں، اس لئے ہم کبھی قابل گرفت نہیں ہوسکتے۔اس طرح کی خوش فہمی ہمارے غرور و تکبر کی جیتی جاگتی تصویر ہوتی ہے۔ عاجزی و انکساری رکھنے والے لوگ بہت ہی کم کسی سے بدگمان ہوتے ہیں۔اس لئے غلط فہمیوں کا شکار نہیں ہوتے۔

مساجد کے ائمہ ومؤذنین کا مقام ومرتبہ

مولانا اسرارالحق قاسمیؒ

اسلام اور مسلم معاشرے میں امامت ایک معزز منصب رہا ہے اوراس پر فائز رہنے والے لوگوں کو عام وخاص ہر طبقے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔جب دنیا کے بیشتر خطوں میں سیاسی وسماجی اور تہذیبی وعلمی اعتبار سے مسلمانوں کا غلبہ تھااور مسلم تہذیب دنیا کی مقبول ترین تہذیب تھی،اس وقت امام کا مرتبہ اس اعتبار سے غیر معمولی تھا کہ وہ نہ صرف پنج وقتہ،جمعہ وعیدین اور جنازے کی نمازوں میں مسلمانوں کے پیشوا ہوتے تھے؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ لوگ اپنے روزمرہ کے مسائل ومشکلات کے حل کے لیے بھی انہی سے رجوع کیا کرتے تھے۔ماضی میں دین ودنیا کے کئی اہم کارنامے انجام دینے والے بے شمار اشخاص مساجد کے منبروں سے ہی وابستہ تھے۔اسلامی کتب خانے کا اچھا خاصا ذخیرہ ائمہ کی علمی وفکری قابلیتوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ان کی اہمیت وبرتری اور فضیلت کو دراصل اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں بٹھایا تھا۔ایک موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا کہ’’امام اس لیے بنائے گئے ہیں کہ ان کی اقتدا کی جائے‘‘۔اس کا ایک ظاہری مطلب یہ ہے کہ نماز کے دوران اماموں کی اقتدا کرنی چاہیے اوران کے عمل کے مطابق عمل کیا جائے؛ تاکہ ہماری نماز درست اور مکمل ہوسکے؛لیکن ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ معاشرے میں امام کے منصب کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے اچھے اوراعلیٰ اخلاق وکردار کو اپنایا جائے اوراس سلسلے میں بھی انھیں اپنا راہنما بنایا جائے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی مسجد نبوی کے امام وخطیب رہے اور مسلمانوں کودی جانے والی تمام تر تعلیمات مسجدوں کے ذریعے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتی تھیں۔چاہے معاشرتی مسائل ہوں یا اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلنے کی تدبیریں،چاہے تعلیم وتعلّم ہو یا دیگر امور سب امام یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی لوگوں تک پہنچتے تھے۔اسی طرح لوگوں کو نماز کے اوقات کی خبر دینا اورانھیں دن کے پانچ وقت کامیابی اور خیر کی طرف بلانا بھی نہایت ہی شرف اور فضیلت والا عمل ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلمنے امام کے ساتھ ساتھ مؤذنین کے لیے بھی بڑے اجروثواب کی بشارت دی ہے۔امام ابن تیمیہؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورانھوں نے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول! مجھے کوئی کام بتائیں،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا’’اپنی قوم کے امام بن جاؤ‘‘تو انھوں نے کہا’’اگر یہ ممکن نہ ہوتو؟‘‘تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’پھر مؤذن بن جاؤ‘‘۔(شرح العمدہ)اس حدیثِ پاک سے سیدھے طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں امامت اور مؤذنی ایک اعلیٰ اور شرف والا عمل تھا،اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کواس کی تلقین فرمائی۔ایک دوسری حدیث جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے،اس میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ڈھیر پر ہوں گے:ایک وہ جس نے اللہ کے اوراپنے غلاموں کے حقوق ادا کیے ہوں گے،دوسرا وہ شخص جس نے لوگوں کی امامت کی اوراس کے مقتدی اس سے خوش رہے اور تیسرا وہ شخص جس نے روزانہ پانچ وقت لوگوں کو نماز کی دعوت دی‘‘۔یعنی جو اذان دیا کرتا تھا،اس حدیثِ پاک سے تو اور بھی وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ امامت اور مؤذنی اللہ کے نزدیک موقر عمل ہے اور دونوں قسم کے لوگوں کے لیے اللہ کی خاص رحمت ومہربانی مقدر ہے۔ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ’’محشر کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی‘‘۔یعنی وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں نمایاں ہوں گے اور بآسانی پہچانے جاسکیں گے۔ایک موقع پر فرمایا گیا کہ’’اگر لوگوں کو پہلی صف میں نماز پڑھنے اور اذان دینے کی فضیلت کا علم ہوجائے تو قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی‘‘۔اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر امام اور مؤذن کے لیے رشد ومغفرت کی دعا فرمائی ہے۔(سنن ابوداؤد)

ایک طرف ائمہ اور مؤذنین کے بارے میں اتنی فضیلتیں وارد ہیں،جنہیں جان کر ایک انسان کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش وہ امام یا مؤذن ہوتا؛لیکن دوسری جانب جب ہم موجودہ وقت میں اپنے معاشرے کے ائمہ اور مؤذنین کی صورتِ حال اوران کے ساتھ لوگوں کے رویوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو نہایت افسوس اور تکلیف ہوتی ہے اور پھر عام حالتوں میں کوئی بھی شخص امام یا مؤذن بننے کا خواب نہیں دیکھتا۔مختلف اسباب کی بنا پر آج کل ایسا ماحول بنادیا گیا ہے کہ دوسرے لوگوں کو تو چھوڑیں خود مسلمان اور وہ بھی باشعور سمجھے جانے والے مسلمان بھی امامت اور مؤذنین کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؛ حالاں کہ دوسری جانب ایک ناقابلِ انکار حقیقت یہ ہے کہ پانچ وقتوں اور عیدین کی نمازوں کے علاوہ بھی پیدائش سے لے کر موت تک ہم ایک امام اور مؤذن کے محتاج ہوتے ہیں۔ایسا باور کیا جاتا ہے کہ مساجد کے امام اور مؤذنین معاشرے پر بوجھ ہیں اور پھران کے ساتھ عام طور پر اسی قسم کا برتاؤ کیا جاتا ہے،یقین جانئے ہمارا یہ عمل خود ہماری بدبختی اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اوراس سے خود ہمیں ہی دنیا وآخرت میں خسارہ ہوگا۔یہ کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک جانب تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امامت اور مؤذنی کرنا معمولی کام،یہ کام کرکے انسان پرسکون طریقے سے اپنی زندگی نہیں گزار سکتا اوراس میں اپنی اولاد کو لگانا گویا ان کی زندگی کو برباد کرنا ہے؛ جبکہ دوسری جانب جب ہم ہی مسجد کے ٹرسٹی یا متولی بنتے ہیں تو امام یا مؤذن کی تنخواہ پانچ چھ ہزار سے زائد کرنے کے لیے کسی بھی صورت تیار نہیں ہوتے۔

معمولی سے معمولی شخص بھی جس کا معاشرے میں کوئی وزن نہیں ہوتا،وہ کسی بھی وقت امام یا مؤذن پر اپنا غصہ نکال سکتا ہے،کسی بھی وقت اسے یہ کہہ کر نکال دیا جاسکتا ہے کہ آپ ہماری مسجد کے لائق نہیں۔ہمارا تقاضا ہوتا ہے کہ امام اور مؤذن کو انسان نہیں،فرشتہ ہونا چاہیے؛مگر خود ہم کسی کے ساتھ انسانی اخلاق کے ساتھ بھی پیش نہیں آتے۔پس اِس وقت مسلمانوں میں بے شمار سماجی اصلاحات کے ساتھ کرنے کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ ائمہ اور مؤذنین کے تئیں لوگوں کے دلوں میں احترام اور وقار کا جذبہ پیدا کیا جائے۔اسلام میں ان کا جو مقام ومرتبہ بتایا گیا ہے،اس سے لوگوں کو روشناس کیا جائے اور لوگوں کو مساجد سے جوڑتے ہوئے ائمہ کی مخلصانہ اقتدا کا ماحول بنایا جائے۔ہر دور میں عوام کا مساجد اور اماموں سے گہرا ربط رہا ہے،آج بھی عام مسلمانوں کا دن رات کا تعلق اپنے اماموں سے ہوتا ہے،اگر عوام اور ائمہ کے مابین تعلقات مضبوط ہوں گے اور دونوں طرف افادہ واستفادہ کی راہ ہموار ہوگی تو اس طرح مجموعی طور پر پورے مسلم معاشرے میں ایک خوشگوار سماجی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ہمارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں ہم مساجد کی تعمیر وتزئین میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور ہر محلے،بستی اور شہر کے مسلمان اپنی اپنی استطاعت کے بہ قدر یہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے علاقے کی مسجدوں میں نمازیوں کو ہر قسم کی سہولت دستیاب ہو؛ چنانچہ گرمیوں میں اے سی،پنکھوں اور کولر کا انتظام کیا جاتا ہے اور ٹھنڈیوں میں گرم پانی کا انتظام کیا جاتا ہے،بہت ساری مسجدوں میں مخمل اور گدے والے مصلے بھی بچھا دیے جاتے ہیں،تو ان سب کے ساتھ ساتھ ہمیں اس پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ جو شخص ہمیں پانچ وقتوں کی نماز پڑھاتا ہے اور جو ہمیں ان نمازوں کے اوقات کی خبر دیتا ہے،ہر طرح کے موسم اور حالات میں بروقت اذان دیتا ہے،ان کی تنخواہیں بھی بہتر کی جائیں،آج کا دور تو اتنا مہنگا ہوگیا ہے کہ لاکھوں کمانے والے لوگ بھی پریشان ہی رہتے ہیں؛ لیکن کیا مساجد کی تعمیر وتزئین میں لاکھوں کروڑوں خرچ کرنے والے ہم مسلمان اپنے ائمہ اور مؤذنین کو اتنی تنخواہیں نہیں دے سکتے کہ وہ ایک بہتر اوراطمینان بخش زندگی گزار سکیں؟ اس سلسلے میں مساجد کے متولیان اور ٹرسٹیان کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ایک گزارش ائمہ کرام سے بھی ہے کہ وہ معاشرے میں اپنے مقام ومرتبے سے باخبر رہیں،وہ صرف نمازوں کے امام نہیں ہیں؛ بلکہ ان کے اعمال،اخلاق اور کردار کا اثر دوسرے لوگوں پر بھی پڑتا ہے۔آپ کوئی ایسا عمل نہ کریں جو آپ کی شان اور مرتبے کے خلاف ہو،صرف نماز پڑھادینا ہی آپ کی ذمے داری نہیں ہے؛ بلکہ لوگوں کے اعمال وعقائد کی اصلاح کا ذمہ بھی شریعت نے آپ کے اوپر رکھا ہے۔مسلمانوں کی اخلاقی وعملی بے کرداری کے خاتمے میں ائمہ کرام اہم کردار ادا کرسکتے ہیں اوران سے یہ مطلوب بھی ہے۔یہ حقیقت ہر وقت ذہن میں رہنی چاہیے کہ جو منصب یا مقام جتنا اہم اور عظیم ہوتا ہے،اس کی ذمے داریاں بھی اسی قدر اہم ہوتی ہیں۔جہاں آپ کے اچھے اور عمدہ اخلاق واعمال معاشرے پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں،وہیں آپ کی معمولی لغزش بھی بے شمار لوگوں کے لیے فساد اور برائی کا سبب بن جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ’’امام ضامن ہوتا ہے‘‘۔مطلب یہ کہ امام نہ صرف اپنے مقتدیوں کی نمازوں کا ضامن ہے اوراس کی نماز کی صحت پر مقتدیوں کی نمازوں کی درستگی موقوف ہے؛ بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنی عملی زندگی میں بھی امام اپنے مقتدیوں کا ضامن ہے،اگر کوئی اس کے اچھے اخلاق واعمال سے متاثر ہوکر اچھے راستے کو اپناتا ہے تو اس بندے کے ساتھ امام بھی ماجور ہوگا؛ جبکہ اگر کوئی شخص اس کی غلط نقل وحرکت کی وجہ سے دین اور مسجد سے متنفر ہوجاتا ہے تو اس کا بھی ذمے دار وہی ہوگا۔بہرکیف یہ بے حد ضروری ہے کہ ائمہ اور مقتدی دونوں اپنے اپنے مطلوبہ کرداروں کو ادا کریں،یہ عمل ہمارے معاشرتی نظام کو بہتری کی طرف لے جانے میں کلیدی رول ادا کرسکتا ہے۔

بقیہ کتابوں کی دنیا............

دلدار تھا، ہم دم تھا، غم خوار تھا، مخلص تھا	وہ ناز رفاقت تھا، اخلاص کا تھا پیکر
رکھتا تھا خبر سب کی ہم درد تھا وہ سب کا	ایک اس کے نہ ہونے سے ماتم ہے بپا گھر گھر
وہ خادم اردو تھا مخدوم ہمارا تھا	گردش میں رہا برسوں ایسا تھا وہ اک ساغر

پانچواں باب مرحوم کی ڈائری کے اقتباسات ہیں،جس میں انہوں نے سیاسی وسماجی جلسے مشاعرے اور نظم سے اپنی دلچسپی اور مطالعہ کے شوق کا اظہار کیا ہے،لائبریری سے تعلق اور اپنی امامت کا ذکر کیا ہے،بچی کا غم،ایوب صاحب،نہرو اور گرودت کی موت کا واقعہ بھی مع تاریخ درج ہے،لیکن یہ اوراق بہت کم ہیں،ان کی ڈائری کے مزید اوراق کھولے جاتے تو مزید لعل وگہر قارئین تک پہونچانا ممکن ہوتا،متفرقات والا حصہ بھی معلوماتی ہے اوراس کے پڑھنے کا اپنا ایک مزہ ہے،آخر میں البم میں جو تصاویر ہیں وہ عمر کے بڑھتے ہوئے سائے اور سرگرمیوں کی روداد ہمیں سناتے ہیں،مجموعی طور پر کتاب لائق مطالعہ اور حمید انور صاحب کی زندگی کے نقوش کو جمع کرنے کی قابل قدر کوشش ہے۔

حمید انور صاحب سے میری بھی ملاقات اور دید شنید تھی، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں استاذ تھا، مدرسہ میں ہی الماری میں ضرورت کے مطابق کتابیں رکھتا تھا،بچوں کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں،تجارتی معاملات اصلا کتاب منزل سے ہوا کرتا تھا،قاضی رئیس احمد صاحب مالک کتاب منزل اور استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ حیات سے تھے،نشست وبرخواست وہیں ہوا کرتی تھی،کوئی کتاب پسند آجاتی تو بک امپوریم سے بھی خرید لیتا،لیکن حمید انور صاحب کے چہرے پر جو سنجیدگی مجھ سے بات کرتے وقت ہوتی اس کی وجہ سے کھل کر باتیں کرنے کا موقع کبھی نہیں ملا،اور نہ میں نے کبھی ہمت کی،عمر کا فاصلہ بھی اس میں مانع تھا،اس کتاب کو پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کس طرح لوگوں سے گھل مل جاتے تھے،کاش میری بھی کوئی ملاقات ان سے اس قسم کی ہوتی۔اے بسا آرزو کہ خاک شد

اخلاص، قبولیتِ اعمال کی پہلی شرط

مولانا شیخ اکرم ندوی

اسلام بے شمار خصوصیات کا حامل دین ہے۔ اس کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ انسان کے ظاہر سے زیادہ باطن کو اہمیت دیتا ہے۔ محض دعویٰ کو وہ قبول نہیں کرتا بلکہ دعویٰ کے ثبوت کے طور پر عمل کا مطالبہ کرتا ہے اور پھر عمل کی قبولیت کو بھی مشروط قرار دیتا ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب چند رسوم و رواج تک محدود ہیں اور وہ فرد کے اچھے یا بھلے ہونے کو اس کے ظاہری اعمال سے جانچتے اور پرکھتے ہیں۔ فرد کی نیت اس کے جذبے اور پس پردہ مقاصد سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

فی زمانہ مالدار لوگ اور صاحب حیثیت افراد بہت سارے فلاحی اور خدمت خلق کے کام انجام دیتے ہیں اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کی امداد کے لئے ادارے قائم کرتے ہیں، بعض لوگوں کے ساتھ خصوصی حسن سلوک اور ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں لیکن ان سب کے پیچھے ان کی ذاتی غرض، دنیوی مفاد یا مالی منفعت اور سماجی، سیاسی، مذہبی حیثیت اور مرتبہ کا حصول ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ معمولی سی خدمت خلق یا عوامی بھلائی کا کام انجام دیتے وقت بھی اس کی تشہیر، نمود و نمائش اور تعریف و ثنا کے طالب ہوتے ہیں، اس کے لئے وہ اخبارات میں بیان بازی، اشتہار بازی، خیر مقدمی اور تہنیتی جلسوں تک کا اپنے ہی خرچ پر اہتمام کرواتے ہیں اور پھر اسمبلی یا پارلیمنٹ کی رکنیت یا دیگر کسی بورڈ و کمیشن کی صدارت کے حصول کی کوشش میں لگ جاتے ہیں یا پھر سرکاری ٹھیکے، پرمٹ اور دیگر کاروباری مراعات حاصل کر لیتے ہیں۔

وہ افراد جن کے پیش نظر محض دنیا اور صرف دنیا ہی کی زندگی ہو اور آخرت پر جن کا ایمان و یقین نہ ہو ان کے لئے ہوسکتا ہے کہ درج بالا طرز عمل کامیابی کی ضمانت ہو لیکن وہ افراد جو دنیا کو چند روزہ امتحان گاہ سمجھتے ہوں اور آخرت کی زندگی کو اٹل حقیقت سمجھتے ہوں اور جن کا ایمان یہ ہو کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے ان کے لئے مذکورہ طرز عمل ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے۔ اس لئے کہ دین اسلام نے انسان کے اعمال اور افعال کی بنیاد اور محرک صرف اللہ کی رضا کو قرار دیا ہے۔ اللہ کے پاس صرف وہی عمل، وہی نیکی، وہی کوشش اور وہی سعی و جہد قابل قبول ہے جو صرف اللہ کی رضا کے لئے کی جائے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاص کو ایمان کی شرط قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے دشمنی کی اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے رفع کیا، اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ (زادراہ)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دکھاوے سے واضح طور پر روکا ہے۔ فرمایا ''مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا۔ جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔'' (سورہ البقرہ:264) اللہ تعالیٰ کے پاس عمل کثیر یا عمل قلیل کی کوئی تفریق نہیں ہے اور نہ ہی مقدار و کمیت ہی کوئی اہمیت ہے۔ ہر شخص اپنی بساط بھر ہی عمل کرے، چاہے معمولی یا تھوڑا ہی عمل کرے لیکن اس کے پیچھے صرف اللہ کی خوشنودی پیش نظر ہونی چاہیے۔ ایسا عمل اللہ کے ہاں مقبول ہے اور ایسے عمل ہی پر اجر و ثواب ملنے والا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو بالکل خالص ہو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہی انجام دیا گیا ہو۔'' (ابوداؤد) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب انہیں یمن بھیجا جا رہا تھا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے دین میں اخلاص پیدا کر لو تو تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہے۔''

کتنے بدنصیب ہیں وہ افراد جو بظاہر اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں لٹاتے ہیں، مختلف فلاحی یا عوامی بہبود کے کام انجام دیتے ہیں اور مختلف دینی سرگرمیوں میں شب و روز مصروف رہتے ہیں لیکن مقصد اور محرک خالص رضائے الٰہی نہ ہونے سے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افراد اور ایسے عمل کے متعلق کھلے طور پر متنبہ کر دیا ہے جو رضائے الٰہی کے علاوہ کوئی دیگر غرض یا تمنا کے لئے کیا جاتا ہے کہ ایسے اعمال قیامت کے دن بے وزن ہو جائیں گے اور ان اعمال کو جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت برپا ہوگی تو دنیاوی کاموں کو خدا کے حضور پیش کیا جائے گا، ان میں سے جو کام خدا کے لئے ہوں گے انہیں الگ کر دیا جائے گا اور جو کام دوسرے مقاصد کے لئے کئے گئے ہوں گے انہیں جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (بیہقی)

حصول علم کا مقصد بھی، چاہے عصری علوم و فنون ہوں یا دینی علوم، اللہ کی رضا اور خوشنودی ہی ہونا چاہیے۔ اگر علم دین کے حاصل کرنے کے پیچھے بھی حصول دنیا ہو تو یہ بھی اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم نکتہ کو بھی صاف طور سے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایسا علم حاصل کیا جس سے اللہ کی رضا حاصل کی جاسکتی تھی لیکن اس کے پیش نظر دنیا کمانا تھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔'' (ابوداؤد) اور ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم اس لئے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعہ علماء پر فخر جتاؤ، نہ اس کے ذریعے بے وقوفوں سے جھگڑا کرو، نہ اس کے ذریعے مجلسوں پر غالب آنے کی کوشش کرو، جس نے ایسا کیا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔'' (ابن ماجہ)

وہ افراد بڑے خوش نصیب ہیں جو اپنی زندگی کے ہر عمل اور ہر فعل میں صرف رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ عبادات، معاملات، تعلقات، معاشرت، معیشت، سیاست، انفرادی، اجتماعی، سماجی، غرض یہ کہ ساری زندگی میں مومن کے پیش نظر صرف اور صرف رضائے الٰہی ہونا چاہیے، تب اس کے اعمال اللہ کی نظر میں قابل قبول ہوں گے اور آخرت میں اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ایک مسلمان کے لئے اس کی ساری تگ و دو کا محرک یہی ہونا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے سلسلے میں پیشن گوئی فرمائی کہ لوگوں کے درمیان عمل کے محرک کے اعتبار سے تین گروہ بن جائیں گے لیکن صرف ایک گروہ ہی اللہ کی رضا اور خوشنودی کا مستحق بن سکے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آخری زمانہ آئے گا تو میری امت میں تین فرقے ہو جائیں گے، ایک فرقہ خالص اللہ کی عبادت کرے گا، دوسرے فرقہ ریاکاری کے لئے عبادت کرے گا اور تیسرا فرقہ اس لئے عبادت کرے گا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کا مال کھائے۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سب کو جمع کرے گا تو آخری فرقہ سے کہے گا، میری عزت و جلال کی قسم، بتا میری عبادت سے تو کیا چاہتا تھا تو وہ جواب دے گا تیری عزت و جلال کی قسم میں اس سے لوگوں کا مال کھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو کچھ تو نے جمع کیا تھا اس نے تجھے فائدہ پہنچایا اسے جہنم میں ڈال دو۔ پھر اس فرقہ سے کہے گا جو ریا کے لئے اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ میری عزت و جلال کی قسم بتا تیری منشا کیا تھی؟ وہ کہے گا لوگوں کو دکھاوا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس میں سے کچھ بھی میرے پاس نہ پہنچا لے جاؤ اسے جہنم میں پھینک دو۔ پھر خداوند قدوس اس فرقے کو مخاطب کرے گا جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اور اس سے پوچھے گا میری عزت و جلال کی قسم میری عبادت سے تو کیا چاہتا تھا؟ وہ کہے گا تیری عزت و جلال کی قسم تو اس شخص کے حال سے زیادہ واقف ہے جس نے تیرا ذکر اور خوشنودی چاہی تھی۔ اللہ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ (طبرانی)

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عرش کے سایہ میں وہ شخص بھی ہوگا جو ایک ہاتھ سے صدقہ کرتا تھا لیکن دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ وہ افراد جو نام و نمود دکھاوے اور شہرت سے دور ہوتے ہیں دراصل وہی اللہ کی نظر میں مقبول اور اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کی خصوصیت یہی بتلائی گئی ہے کہ ان کے اعمال کا محرک صرف اور صرف رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ دیگر انسانوں کی خوشنودی ان کے پیش نظر نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بندوں کی پہچان یوں بتلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک، متقی اور چھپ چھپ کر عبادت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے جو غائب ہو جائیں تو پتہ نہ چلے اور موجود ہوں تو پہچانے نہ جائیں۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں اور ہر سرزمین سے تاریکی کو نکال بھگاتے ہیں۔ (حاکم) اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بندوں میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

مال جمع کر کے خرچ نہ کرنے والوں کی سزا

نرگس شکیل سیتاپوری

سوال یہ نہیں کیا جا رہا ہے کہ آیا مال کا رکھنا جائز ہے یا نہیں، مال جمع کرنے کی اجازت اسلام کے اندر ہے یا نہیں، یہ جو لوگ اس طریقے کی باتیں کرتے ہیں وہ اصل میں آیتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں، جمع کرنے کا جہاں ذکر ہے وہ آیت دوسری ہے، فرمایا کہ ''جنھوں نے سونے چاندی کے ذخیرے جمع کر کے رکھے اور اللہ کا حق اس میں سے نہیں نکالا ان کو دردناک عذاب کی خبر دیجئے''۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے جنہوں نے اس میں سے اللہ کا حق نہیں نکالا جس کا نام زکوٰۃ ہے۔ اگر زکوٰۃ نکال دی تو اگر آپ کے پاس رہے تو شریعت کے خلاف نہیں ہے، اسلام کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ جائز طریقہ پر کمایا ہوا، ناجائز طریقہ پر نہ کمایا ہو، ہاں خرچ کرنے کا جہاں تک معاملہ ہے تو فرمایا کہ قل العفو عفو کے معنی ہیں جو آپ حاجت اور ضرورت سے زائد ہو، آپ کے اوپر ذمہ داری آپ کی اولاد کی ہے، آپ کے اوپر ذمہ داری ماں باپ کی ہے، آپ کے اوپر ذمہ داری بہن بھائیوں کی ہے، آپ اپنی ان ساری ضروریات کے پیش نظر اندازہ لگائیں کہ آپ کو کتنی رقم ایک ماہ میں خرچ کے لئے درکار ہے۔ مثال کے طور پر آپ کے پاس ایک لاکھ ہے، آپ نے اپنے بیٹے کی، اپنے والدین کی، اپنے بہن بھائیوں کی ضروریات کا اندازہ لگا لیا کہ میرے اوپر جو ذمہ داریاں ہیں وہ بیس ہزار میں پوری ہو جائیں گی، اب جو 80/ہزار بچا ہے وہ عفو میں داخل ہے۔ قرآن کریم یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مقدار جو ''عفو'' کی ہے آپ چاہیں تو خود خرچ کر سکتے ہیں، اور چاہیں تو اس میں سے کچھ رقم یا سب رقم محتاجوں اور ضرورت مندوں کو دے سکتے ہیں۔ لیکن ایک لاکھ کی پوری رقم فی سبیل اللہ نہ خرچ کریں، کیونکہ اس سے تمہاری حق تلفی، اولاد کی حق تلفی، ماں باپ کی حق تلفی، بہن بھائی کی حق تلفی، لہٰذا جتنی مقدار ضروری اخراجات اور زکوٰۃ سے زائد ہے اس میں سے کچھ یا سب اگر تم راہ خدا میں دو یا لوگوں پر خرچ کرو تو بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ جو 80/ہزار ہے یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم کی آیت کہتی ہے کہ ''العفو'' میں سے اگر تم چاہو تو پورا مال اپنے اوپر خرچ کر دو اور اگر چاہو تو اس میں سے کچھ خرچ کر دو تو آپ کو مزید ثواب ملے گا۔ ان شاء اللہ

خواتین اور قوت برداشت

مفتی عین الحق امینی بیگوسرائے

کبھی کبھی سچائی کو جانتے ہوئے بھی اور مواقع کے باوجود خاموش رہ جانا ہی دانشمندی کہلاتی ہے، جس طرح ہر بات کا جواب دینا بے عقلی ہے، اسی طرح جواب الجواب کا مزاج اور ذہن بھی نقصان دہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین کثرت گفتار کی رو میں بہت سی نامناسب باتیں بھی بول جاتی ہیں، جن کا انہیں احساس تک شاید نہیں ہوتا، خواتین گھر کی ملکہ ہوتی ہیں، یعنی وہ اپنے گھر میں ذمہ دار اعلی اور سنیر ہوتی ہیں، انہیں اسی لحاظ سے برتاؤ رکھنا ہوگا، جو لوگ بڑے ہوتے ہیں انہیں اپنے بڑے پن کو ثابت بھی کرنا پڑتا ہے تب وہ بڑوں والی عزت حاصل کر پاتے ہیں، کبھی بات چیت کے ذریعے، کبھی اخلاق وحوصلہ کے لحاظ سے، کبھی صبر وتحمل کی راہ سے، کبھی نظم وانتظام میں باریک بینی کے سہارے اور کبھی اخراجات میں پہل کر مالی دشواریوں کو جھیل کر اپنا بڑا پن ثابت کرنا ہوتا ہے، تبھی بھروسہ اور اعتماد مل پاتا ہے، گھریلو زندگی میں ایڈجسٹ کرنے اور گھر کے ہر چھوٹے بڑے سے بھروسہ پانے کے لئے مشکل لمحوں سے نبرآزمائی اور اس پر صبر وتحمل کو برتنا کامیابی کی شاہ کلید ہے۔

بہت سی دفعہ من پسند، کھانوں، باتوں، ملنے جلنے کے طور طریقوں، پہننے اوڑھنے کے کپڑوں، آنے جانے کے وقتوں، سواریوں، اور گھریلو امور کو انجام دینے میں بھی "قوت برداشت" کا سخت امتحان ہوتا ہے، یہ وہ مواقع ہیں جہاں کم فہم وکمزور دل خواتین اپنا آپا کھو بیٹھتی ہیں اور ضدی بن کر وہ بات بات پر اپنی کج فہمی کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔ بسا اوقات معاملہ نا اتفاقی سے آگے بڑھ کر ہاتھا پائی یا گھر چھوڑنے تک کی نوبت بھی آجاتی ہے، پورے گھر کا ماحول چرچرے پن اور ڈپریشن کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے، جہاں شکوہ، شکایت، بے صبری، بداخلاقی، بدتمیزی، نا اتفاقی، بدگوئی، ناشکری، بھوک ہڑتال، چولہا چکی بند اور نہ جانے کیا کیا ڈرامے ہوتے ہیں، اِن سب جگ ہنسائی کرنے والی حرکتوں کی وجہ سے خاندان کا سکون غارت ہو جاتا ہے، معاشرے میں خاندان کا امتیاز مٹ جاتا ہے اور نہ صرف عورتیں سماج کی نگاہ میں ہلکی اور بدمزاج خیالی کی جانے لگتی ہیں. بلکہ شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں بھی ناپسندیدہ اور گنہگار ٹھہرتی ہیں۔

خواتین جو اپنے گھر کی سربراہ ہوتی ہیں، اُنہیں چاہیئے کہ وہ اخلاق عالیہ کا مظاہرہ کرنے والی بنیں، اُن میں حق گوئی، دیانت داری، نرمی، ظلم سے احتیاط، صبر، تقوی، پرہیز گاری، ایفاء عہد، حسن سلوک، خوش گفتاری، شکر، توکل، خدا خوفی، احسان اور انصاف پسندی وغیرہ جیسی خوبیاں ہونی چاہیئے، جب کہ جھوٹ، چوری، غیبت، ظلم، بددیانتی، ناشکری، بدکرداری، وعدہ خلافی، بدزبانی اور بے صبری وغیرہ جیسی اہم برائیوں سے بچنا لازمی ہے تاکہ ہماری خواتین اسلامی اخلاق کا نمونہ بن کر معاشرے کے لئے بہترین کردار ادا کرنے والی بن سکیں۔ اسلام مذہب میں اچھے اخلاق اختیار کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

سیدہ حضرت عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہو۔ ایک دوسری حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والا اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار جیسے افراد کے مرتبے کو حاصل کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہؓ پوری دنیا کی خواتین کے لئے نمونہ ہیں، اُن کے اخلاق سے حضور علیہ السلام بہت خوش رہتے تھے، یہاں تک کہ وہ کسی بھی حالت میں حضور ﷺ کے منشا کے خلاف زندگی کا ایک پَل بھی گذارنا پسند نہیں کرتی تھیں، آپ پوری امت مسلمہ کی خواتین کے تعلق سے بھی یہی چاہتی تھیں کہ امت کی بیٹیاں سیرت رسول ﷺ اور اخلاق نبوی کا عملی نمونہ پیش کرنے والی بنیں۔

عفو ودرگذر شرعاً ہر انسان سے مطلوب ہے، خواہ عورت ہو یا مرد، معاف کرنے کی عادت اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے، اللہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (شوری۔۴۰۔۴۲) جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا، بے شک یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔ (ایضا،۴۲۔۴۳) پھر اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا، اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے، پس انہین معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر، بے شک اللہ توکل کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے، (۳۔۱۵۹) اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ اروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گیا ورانہیں معاف کرنا اور درگذر کرنا چاہیئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہین معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے (۲۴۔۲۲)

احادیث پاک میں بھی حضو ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے راوایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاف کرنے والے کی اللہ تعالی عزت بڑھا دیتے ہیں، (صحیح مسلم) حضرت عبد اللہ بن عمر ابن عاص سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو اللہ تمہیں معاف کرے گا (مسند احمد، بحوالہ مشکوۃ المسابیح) حضرت ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جنت میں اس کے لئے محلات تعمیر کئے جائیں اور اس کے درجات بلند کر دئے جائیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ظلم کے جواب میں عفو ودرگذر سے کام لے، محروم کرنے والے کو عطا کرے اور قطع تعلقی کرنے والے سے صلہ رحمی کا سلوک کرے (مشکوۃ شریف)

مولانا الیاس گھمن مدظلہ نے سوز دروں کے ساتھ معاشرے کو جو آئینہ دکھایا ہے، اسے آپ بھی ایک بار اصلاح کی نگاہ سے دیکھ لیجئے، وہ لکھتے ہیں: "آج ہمارے معاشرے کو بدلے، زیادتی اور انتقامی جذبات کی آگ نے ہر طرف سے جھلسا رکھا ہے، ہمارے اخلاق وعادات کو ظلم کی دیمک چاٹ رہی ہے، ہر طرف سے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، غلطی اور جرم سے بڑھ کر سزا اور بدلے کی روش ظلم در ظلم کی شکل میں دیکھائی دے رہی ہے، افسوس کہ آج ہمارے دل، رحم وکرم، صبر وتحمل اور عفو ودرگذر جیسی اعلی اوصاف سے یکسر خالی ہو رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہماری اجتماعی طاقت کا شیرازہ بکھر کر پارہ پارہ ہو چکا ہے، باہمی نفرت وعداوت، لڑائی جھگڑے اور انتقامی کارروائیوں نے ہماری ہیبت وجلال، سطوت وشوکت اور وجاہت ودبدبے کو سلب کر لیا ہے اور آپس کے انتشار کی وجہ سے ہماری اکھڑ گئی ہے" (نیوز اکسپریس، جمعہ ایڈیشن، جون ۲۰۱۸)

آخری بات یہ سمجھ لی جائے کہ صبر وتحمل اور قوت برداشت انسانیت کا زیور ہے، بالخصوص خواتین جنہیں اِن زیوروں سے آراستہ ہونا زندگی کا لازمہ ہے، زندگی میں ان گنت ایسے مسائل ہیں جہاں صبر وتحمل برتنا خواتین کے لئے ایک طرح سے آزمائش ہوتی ہے، کامیاب عورتیں اِن مرحلوں کو خوش اسلوبی اور حکمت ودانائی سے گذار لیتی ہیں، نیک دل خواتین مشکل مرحلوں، تکلیف دہ لمحوں، اور دل دوز باتوں کو بھی نیکی جان کر فیملی کے امن وسکون کی خاطر بشاشت سے انگیز کرتی ہیں تاکہ وہ سماج اور اللہ کی نگاہ میں بلند رتبہ حاصل کر سکیں۔

زندگی میں بہت سی دفعہ طبیعت کے خلاف صورت حال سے دوچار ہونا پڑتا ہے. مگر عقل مند خواتین ہمیشہ اس کا مقابلہ حوصلہ اور شعور سے کرتی ہیں وہ گھریلو نشیب وفراز کو ہر ممکن برداشت کر اندرون خانہ اس کا حل تلاش کرتی ہیں، سماج و پڑوس سمیت گھر کے ہر چھوٹے بڑے ممبروں کے ساتھ اس کا رویہ مومنانہ اور سنجیدہ ہوتا ہے۔ روزمرہ کے مسائل کی انجام دہی میں نظریاتی اختلاف فطری ہے، مگر اس کو دانائی کے ساتھ سلجھا لینا اور گھر کے ہر فرد کے ساتھ مناسب ومطابق سلوک سے پیش آنا باکمال خاتون کی پہچان رہا ہے۔

اس لئے بہرصورت نیکی کو ترجیح دینا اور بدی کو اپنے سے دور رکھنا ہی انسان کا کمال ہے، صبر، تحمل، بردباری، صلہ رحمی، نرم خوئی، عفو ودرگذر جیسے اوصاف کی پاسداری کے ساتھ فیملی ممبروں، ٹولے پڑوس کے افراد اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ موافق ومخالف ماحول کے باوجود ایڈجسٹ کرنا، انسانیت بھی ہے، آدمیت بھی اور اخلاقیت بھی....! عام دنوں کے ساتھ رمضان المبارک میں خاص طور پر خواتین کو مذکورہ بالا معروضات پر توجہ دینے ضرورت ہے، تاکہ گناہ بے لذت سے حفاظت ہو سکے۔

شب قدر۔فضیلت واہمیت

مولانا حماد نعمانی قاسمی

یوں تو رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور ہر گھڑی نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے، جس میں عبادت کی بڑی اہمیت احادیث میں منقول ہے، اور جس کے روز وشب صبح وشام میں مغفرت وبخشش کی موسلا دھار بارش برستی رہتی ہے جس میں بندگانِ خدا گناہوں کی آلائشوں سے پاک ہوتے رہتے ہیں، لیکن اس ماہِ مبارک کا آخری عشرہ دونوں عشروں کے بالمقابل اس اعتبار سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی طاق راتوں میں ایک ایسی رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، یعنی جس شخص کو اس رات میں عبادت وتلاوت وغیرہ نصیب ہو جائے تو ایک ہزار مہینے کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، ایک ہزار مہینے کا اگر حساب لگایا جائے تو 83 / سال 4 / ماہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس امت پر کتنی بڑی مہربانی ہے کہ صرف ایک رات میں عبادت کا ثواب 83 سال 4 / ماہ کے بقدر بڑھا کر عطا کر دیتے ہیں۔

ویسے سال میں نو (۹) ایسی راتیں ہیں جن میں عبادت کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہیں (۱) شب قدر (۲) شب برات (۳) شب منی گیارہ ذی الحجہ کی رات (۴) شب منی بارہ ذی الحجہ کی رات (۵) شب عیدالفطر (٦) شب عیدالاضحیٰ (۷) شب یوم عرفہ (۸) یوم النحر جو مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے (۹) اور جمعہ کی رات، ان تمام راتوں میں سب سے اہم لیلۃ القدر ہے، جس کی فضیلت وبرتری کیلئے یہی کافی ہے کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا اور اس رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کے برابر ہے اگر کسی شخص کو اس رات میں عبادت کی توفیق مل جائے تو زہے نصیب اس کا ثواب 83 سال 4 / ماہ کے برابر ہو جاتا ہے۔

، اس رات میں فرشتے اور جبرئیل امین آسمان سے اتر کر دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور زمین پر گشت کرتے ہیں پوری رات ہر چار سو سلامتی ہی سلامتی رہتی ہے جس طرح تمام گھروں مکانوں کا قبلہ بیت اللہ ہے، اسی طرح تمام دنوں راتوں ہفتوں اور مہینوں کا قبلہ لیلۃ القدر ہے، جس طرح دنوں میں سب سے اہم دن جمعہ مہینوں میں سب سے اہم مہینہ رمضان المبارک اسی طرح راتوں میں سب سے اہم رات شب قدر کی رات ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

اعــــلان مفقــود الخبــــری

معاملہ نمبر۱۳/۵۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور، مدھے پور، ضلع مدھوبنی)

سونی خاتون بنت محمد ابول منصوری، مقام نموا، ڈاکخانہ نموریا، ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد وکیل ولد محمد بلّو، مقام وڈاکخانہ مہپتیا، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور، مدھے پور، ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۱/مئی ۲۰۲۳ء مطابق ۲۰/شوال ۱۴۴۴ھ روز جمعرات کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۴۷/۱۱۳۴۱/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول، ضلع دربھنگہ)

ہاجرہ خاتون بنت محمد طیب، مقام پلوا، ڈاکخانہ بدیامی، ضلع دربھنگہ۔فریق اول

بنام

محمد آفتاب ولد نا معلوم، مقام وڈاکخانہ وضلع نا معلوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول، ضلع دربھنگہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/مئی ۲۰۲۳ء مطابق یکم ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ روز سوموار کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۳۵/۴۰۱۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مظفر پور)

گل افشاں پروین بنت مشیر عالم خان، مقام تین کٹھیا نزد عابدہ ہائی اسکول، چندوارہ، ڈاکخانہ ایچ، پی، او ضلع مظفر پور۔فریق اول

بنام

مشیر اشرف خان ولد اکبر علی خان، مقام بلہاں، ڈاکخانہ بکھری کیسو، بلاک بکھری، ضلع مظفر پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع مظفر پور میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/مئی ۲۰۲۳ء مطابق ۲۲/شوال ۱۴۴۴ھ روز سنیچر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۲۰/۴۲۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلد اسپور، ضلع کٹیہار)

مسکان بنت محمد جمال الدین مرحوم، مقام بازید پور، ڈاکخانہ سیتل پور وانکر، وایا بارسوئی گھاٹ، ضلع کٹیہار۔فریق اول

بنام

محمد تنویر ولد حسام الدین مرحوم، مقام بڑا چوندی، ڈاکخانہ بارسوئی، ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء کلد اسپور، ضلع کٹیہار میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/شوال ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱/مئی ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۲۳/۴۵۵۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، ضلع سہرسہ)

ریشما خاتون بنت سلام خان، مقام راجن پور، وارڈ نمبر ۱۱/ڈاکخانہ چیرام کوٹھی، ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد عبدل ولد محمد غیاث الدین، مقام وڈاکخانہ لا معلوم، بنگال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، ضلع سہرسہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۶/مئی ۲۰۲۳ء مطابق ۲۵/شوال ۱۴۴۴ھ روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۱۴/۲۲۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ہزاری باغ)

نازیہ خاتون بنت محمد رشید عالم (عبدالرشید) مقام جمیلہ آبادردی، ڈاکخانہ بادم، ضلع ہزاری باغ۔فریق اول

بنام

محمد مبین انصاری ولد محمد ابراہیم انصاری، مقام جمیلہ آبادردی، ڈاکخانہ بادم بڑکا گاؤں، ضلع ہزاری باغ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع ہزاری باغ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/مئی ۲۰۲۳ء مطابق ۲۶/شوال ۱۴۴۴ھ روز بدھ کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۳۵/۵۹۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ۲۵/فیرس لین، کولکاتا)

نداء سحر شمسی بنت ضیاء الحق، مقام ۱۷۷/بی، سکنڈ فلور، ڈاکخانہ پارک اسٹریٹ، ضلع کولکاتا۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد سفیان شمسی ولد فیضان الحق شمسی، مقام شمسی اسٹور شاپ نمبر ۳۷/ارسکائن روڈ نل بازار، ضلع ممبئی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ۲۵/فیرس لین، ضلع کولکاتا میں تقریباً دو سال سے نان ونفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کرایا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۹/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰/مئی ۲۰۲۳ء کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر۳۴/۵۹۶/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ۲۵/فیرس لین، کولکاتا)

صبا فردوس بنت نثار احمد، مقام ۱/۱۷، جولا پاڑہ، مسجد لین، ضلع ہاوڑہ۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

انعام عالم ولد حافظ محمد سلیم، مقام ۸۶/بیلیس روڈ، ضلع ہاوڑہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ۲۵/فیرس لین، کولکاتا میں عرصہ ڈھائی سال سے نان ونفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے اور آپ کے غائب ولا پتہ ہونے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کرایا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸/مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۲۱/۱۴/۱۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ نزد جامع مسجد، ضلع اررریہ)

وحیدہ بنت محسن، مقام چندردئی، وارڈ نمبر ۳/ڈاکخانہ چندردئی، ضلع اررریہ۔فریق اول

بنام

ببلو ولد سلامت، مقام چندردئی، وارڈ نمبر ۳/ڈاکخانہ چندردئی، ضلع اررریہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وجملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ نزد جامع مسجد، ضلع اررریہ میں نکاح فسخ کئے جانیکا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱/مئی ۲۰۲۳ء کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۵۷/۱۷/۲۱/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع بیگوسرائے)

روبانہ خاتون بنت عین الحق مرحوم، مقام بلوارہ، ڈاکخانہ تیگا، ضلع بیگوسرائے۔فریق اول

بنام

مطیع الرحمٰن ولد حفیظ الرحمٰن، مقام سونیہار، ڈاکخانہ بکھری بازار، ضلع کھگڑیا۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع بیگوسرائے میں نکاح فسخ کئے جانیکا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰/مئی ۲۰۲۳ء کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۸۹/۱۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سپہتہ، ضلع مدھوبنی)

رضوانہ خاتون بنت محمد شہید، مقام وڈاکخانہ کھٹونہ، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد خالد ولد محمد شمیم (بہیرو)، مقام عیدگاہ محلّہ سپہتہ، ڈاکخانہ سپہتہ، ضلع مدھوبنی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ چارسال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سپہتہ، ضلع مدھوبنی میں نکاح فسخ کئے جانیکا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰/مئی ۲۰۲۳ء کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

بقیہ شب قدر؛ فضیلت و اہمیت

لیلۃ القدر نام رکھنے کی وجہ:

لیل کے معنی رات کے ہیں اور قدر کے معنی طے کرنے، متعین کرنیکے آتے ہیں چونکہ اس رات میں موجود رمضان سے آئندہ رمضان تک ہر چیز کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کس کو کتنی رزق ملے گی، کس کی روح قبض ہوگی، اور کون زندہ رہے گا، کتنی بارش ہوگی، کتنا اناج پیدا ہوگا وغیرہ یہ سب امور اسی رات میں طے کئے جاتے ہیں، اس وجہ سے اس رات کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے،،

ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بندہ چونکہ بداعمالی وگناہوں کے دلدل میں پھنسا رہتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی لیکن جب وہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے اور اس کے سامنے گڑگڑاتا ہے، تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں اور اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بندہ اللہ کی نگاہ میں قدر و قیمت والا ہوجاتا ہے۔

شب قدر اس امت کو کیوں عطاء کی گئی؟

یہ امت اللہ کے نزدیک سب سے بہتر امت ہے اس کا مقام ومرتبہ تمام امتوں سے بڑھا ہوا ہے لیکن اس امت کی عمریں اوسطاً/۶۰/۷۰/سال کی ہوتی ہیں، جس میں ایک تہائی حصہ سونے میں اور ایک تہائی حصہ فکر معاش میں جبکہ زندگی کے مختصر اوقات ہی عبادت میں لگ پاتے ہیں، دوسری طرف گزشتہ اقوام اور سابقہ امتوں کی جانب توجہ کی جائے تو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عمریں طویل ہوتی تھیں۔جس کی وجہ سے ان کی نمازیں عبادتیں اور دیگر کارِخیر لامحالہ اس امت سے زائد ہوں گی۔ایک دفعہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا تذکرہ فرمایا، جس نے اللہ کے راستے میں ایک ہزار مہینے تک مسلح ہوکر جہاد کیا اور کبھی ہتھیار نہیں اتارا یہ سن کر مسلمانوں کو بہت تعجب ہوا، اس موقع پر اللہ نے سورۂ قدر نازل فرما کر یہ پیغام دیا کہ اگر اس امت کے افراد اس رات میں عبادت کریں گے تو انکا ثواب اس مرد مجاہد سے بھی بڑھ جائیگا (سنن کبری) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار انبیاء کرام کا ذکر فرمایا (۱) حضرت ایوب (۲) حضرت زکریا (۳) حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام کہ ان میں سے ہر ایک نے اسّی اسّی سال تک اللہ کی عبادت کی اور پلک جھپکنے کے برابر بھی کوئی گناہ نہیں کیا، تو صحابہ کرام ان کی عبادت کے تذکرے سن کر بہت متعجب ہوئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل کیا جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس ایک رات میں عبادت کرے تو اس کا ثواب ۸۰/سال سے بھی زیادہ ہوجاتا ہے (تفسیر قرطبی)

شب قدر کی تعیین:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کے متعلق متعینہ طور پر بتلادیا تھا کہ وہ رمضان کی فلاں رات ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو اس کی اطلاع دینے جارہے تھے کہ راستے میں دو صحابیوں کو دیکھا کہ وہ لڑائی کررہے ہیں، یہ لڑائی اور جھگڑے اس قدر بُری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے اترنے والی رحمت بھی روک دی جاتی ہے، اور نیک اعمال کی توفیق بھی سلب ہوجاتی ہے اسی لڑائی کی وجہ سے شب قدر کی تعیین بھی امت سے اٹھالی گئی اور آخری عشرے کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرنے کا حکم دیا گیا، لڑائی اور جھگڑے بہت بُری چیز ہے لیکن صحابہ کرام کے اختلافات امت کیلئے باعث رحمت ہیں چنانچہ اگر شب قدر کی تعیین امت کے سامنے آجاتی تو پوری امت صرف اس رات میں عبادت کرتی دیگر طاق راتوں میں عبادت کی غافل ہوجاتی یہ امت کیلئے بڑے خسارے کی بات ہوتی، اس لئے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور اسے طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔

لہٰذا ہم اس مہینے میں دنیا کی مصروفیات سے کنارہ کش ہوکر پورے ماہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہیں اگر پورے مہینے کیلئے ہم اپنے آپ کو فارغ نہ کرسکیں تو کم ازکم آخری عشرے میں پوری طرح اپنے آپ کو فارغ کرکے اعتکاف میں بیٹھ کر اللہ سے اپنا قرب بنائیں۔اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم ازکم آخری عشرے کی طاق راتیں عبادت میں گزاریں، اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں کیونکہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کے ہونے کا پورا امکان ہے، اور جس شخص کو اس مبارک رات میں عبادت کرنا نصیب ہوجاتا ہے، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔(بخاری) (بقیہ صفحہ ۱۲/پر)

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخر کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔اور پھر طاق راتوں کی تعیین فرمادی، کہ اکیسویں، تیسویں، پچسویں، ستائیسویں اور آخری شب میں تلاش کیا کرو۔(ترمذی)

شب قدر کی علامت:

پہلی علامت یہ ہے کہ جب اس رات کے بعد والے دن میں سورج طلوع ہوتا ہے تو اس میں ویسی شعاعیں نہیں ہوتی جیسا کہ عام دنوں میں ہوا کرتی ہیں، اس رات کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس میں شیاطین کو ستارے پھینک کر نہیں مارا جاتا، اور اس رات میں سمندر کے پانی کا میٹھا ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

شب قدر کی عبادتیں:

(۱) اس رات میں تمام عبادتیں ہم اپنے گھر پر رہ کر کریں، مساجد کا رخ نہ کریں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ نفلی عبادت گھروں ہی میں کیا کرتے تھے حالانکہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ان کے نگاہوں کے سامنے تھی اس کے باوجود وہ گھروں ہی میں عبادت کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۲) اس رات کی کوئی مخصوص نماز جس میں مخصوص سورتیں پڑھی جائیں شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

(۳) اس رات کی نیند کو قربان کرکے پوری رات عبادت میں گزاریں۔

(۴) اس رات کے تین حصے کرلئے جائیں: پہلے حصے میں نوافل وغیرہ کا اہتمام کیا جائے، دوسری حصے میں تلاوت کی جائے، تیسرے حصے میں توبہ واستغفار کا اہتمام ہو یہ طریقہ قرآن سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’جو کتاب تری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو، اور نماز کے پابند رہو، بیشک نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے، اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے‘‘ (سورۃ العنکبوت: ۴۵)

(۵) اس رات میں صلاۃ التسبیح کا اہتمام کریں، جس کی بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہے۔

(۶) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔اس رات اس دعاء کا خوب ورد کریں۔

(۷) اور جو شخص اس رات میں عبادت کا اہتمام نہیں کرتا گویا وہ ہر طرح کی خیر وبرکت سے محروم ہوجاتا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بیشک یہ مہینہ یقیناً تمہارے سامنے آگیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس رات کی خیر وبرکت سے محروم ہوجاتا ہے یقیناً وہ ہر طرح کی خیر وبرکت سے محروم ہوجاتا ہے اور اس کی خیر وبرکت سے محروم نہیں ہوتا مگر محروم القسمت شخص (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مبارک رات نصیب فرمائے، اور اس ماہِ مبارک میں ہم سب کی مغفرت فرمائے۔آمین

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

بہار بورڈ کا میٹرک رزلٹ جاری؛ شیخ پورہ کے رومان اشرف اسٹیٹ ٹاپر

بہار اسکول اگزامنشین بورڈ کے سالانہ میٹرک امتحان 2023 کا رزلٹ جاری ہوگیا ہے، اس امتحان میں شیخ پورہ کے باشندہ اور اسلامیہ ہائی اسکول شیخ پورہ کے طالب علم رومان اشرف نے 500 میں سے 489 نمبر لا کر پوری ریاست میں ٹاپ کیا ہے، جبکہ دوسرے نمبر پر نمرتا کماری اور گیانی انو پمانے 486 نمبر حاصل کیے ہیں۔ وہیں تیسرا مقام سنجو کماری، بھاونا کماری اور جے نندن کمار پنڈت نے مشترکہ طور پر حاصل کیا ہے، ان تینوں کو 484 نمبرات حاصل ہوئے۔ امتحان میں کل چار لاکھ چوہتر ہزار چھ سو پندرہ طلبہ وطالبات نے فرسٹ ڈویزن، پانچ لاکھ گیارہ زار چھ سو تئیس نے سیکنڈ ڈویزن اور دو لاکھ ننیانوے ہزار پانچ سو اٹھارہ طلبہ وطالبات نے تھرڈ ڈویزن سے کامیابی حاصل کی۔ امارت شرعیہ رومان اشرف کو اسٹیٹ ٹاپ کرنے پر اور تمام کامیاب طلبہ وطالبات کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتی ہے اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتی ہے۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے 7 ججوں کے GPF کھاتے بند

پٹنہ ہائی کورٹ کے 7 ججوں کے جی پی ایف کھاتے بند کرنے کے معاملے میں سپریم کورٹ نے عبوری حکم جاری کیا ہے۔ عدالت نے حکم دیا ہے کہ ججوں کی تنخواہ فی الحال ادا کی جائے۔ بنچ نے کہا کہ عرضی گذاروں کی تنخواہ جو روک دی گئی ہے انہیں 13 دسمبر 2022 کے خط سے پہلے کی حالت کی بنیاد پر جاری کی جائے گی۔ دراصل سپریم کورٹ میں اس وقت چیف جسٹس آف انڈیا کی بنچ سمیت سبھی لوگ حیران ہوگئے جب پتہ چلا کہ پٹنہ ہائی کورٹ کے 7 ججوں کے جی پی ایف کھاتے بند کردیے گئے ہیں۔ جن ججوں کے جی پی ایف کھاتے بند کئے گئے ان میں جسٹس شیلندر سنگھ، ارون کمار جھا، جتندر کمار، آلوک پانڈے، سنیل دت مشرا، چندر پرکاش سنگھ اور چندر شیکھر جھا شامل ہیں۔ (پریس رپورٹ)

کرناٹک میں مسلمانوں کو 4 فیصد ملنے والا ریزرویشن ختم

کرناٹک حکومت میں انتخاب سے پہلے ریاست میں مسلم سماج کو مل رہے 4 فیصد ریزرویشن کو ختم کردیا ہے۔ او بی سی کے لسٹ سے ہٹانے کے ساتھ ہی 4 فیصد کوٹا اب لنگائت اور ودکالیگا کے حصے میں چلا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اب ای ڈبلیو ایس کے 10 فیصد کوٹے میں ارجسٹ کیا گیا ہے۔ کرناٹک میں اسی سال اسمبلی انتخاب ہونے ہیں۔ بومئی سرکار کے اس قدم کو انتخاب سے پہلے ماسٹر اسٹروک سمجھا جارہا ہے۔ (ایجنسی)

بہار شریف اور سہسرام میں فرقہ وارانہ تشدد؛ کروڑوں کی املاک ضائع

بہار کے دو ضلعوں نالندہ اور روہتاس میں رام نومی کے دوسرے دن جمعہ کو شر پسندوں نے فرقہ پرستی کا برہنہ مظاہرہ کیا، جے شری رام کے نعرے کے ساتھ اقلیتی آبادی میں جم کر ہنگامہ اور توڑ پھوڑ و آگ زنی کی جس میں مسلمانوں کی کروڑوں کی املاک ضائع ہوگئیں، شر پسندوں نے مسجد اور مدرسہ پر بھی حملہ کیا اور ان کو نذر آتش کردیا۔

پھانسی کی سزا پانے والے 4 ملزمین بری

راجستھان کے ثقافتی شہر جئے پور میں 13 مئی 2008 کو رونما ہونے والے سلسلہ وار بم دھماکہ معاملے میں جئے پور ہائی کورٹ نے نچلی عدالت کے چار ملزمین کو پھانسی کی سزا دیئے جانے والے فیصلہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے حکومت کی جانب سے پھانسی کی سزا تصدیق کی عرضداشت کو خارج کرتے ہوئے تمام ملزمین کو پھانسی کی سزا سے بری کردیا۔ جئے پور سیشن عدالت نے پانچ میں سے چار ملزمین کو قصوروار ٹھہرایا تھا جبکہ ایک ملزم کو تمام الزامات سے بری کردیا ہے، ملزمین پر الزام تھا کہ وہ ممنوعہ دہشت گرد تنظیم انڈین مجاہدین کے رکن ہیں اور انہوں نے ہی سلسلہ وار بم دھماکے کئے تھے۔ (یو این آئی)

طب وصحت

رمضان میں صحت مند رہنے کے گر

روزے سے صحت پر بے شمار فوائد مرتب ہوتے ہیں جن میں ہیومن گروتھ ہارمونز (HGH) میں اضافہ اور جین کی تبدیلی ہے جس سے برین سیلز، نظام انہضام اور قوتِ مدافعت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ روزہ عمر کو طویل اور خوشگوار بنانے کے ساتھ بیماریوں سے دور رکھتا ہے۔ موٹاپے سے نجات ہو یا بے خوابی و غنودگی سے چھٹکارا، روزہ ہر لحاظ سے جسمانی صحت کے لیے فائدہ مند ہے۔ روزے کی حالت میں ہر بری لت سے بچ کر اور درج ذیل صحت بخش غذا کا انتخاب کر کے ہم خود کو صحت مند رکھ سکتے ہیں۔

موٹاپے سے نجات کیلئے وٹامنز کا انتخاب: اگر آپ موٹاپے سے نجات چاہتے ہیں تو وٹامنز سے بھرپور خوراک لیں۔ روزے کی حالت میں آپ کو فولاد، کیلشیم اور وٹامن B-12 جیسے اجزا سے بھرپور خوراک لینی چاہیئے۔ تاہم یاد رہے کہ سحری و افطار میں ہلکا پھلکا کھانا تناول فرمالیں، ایسا کرنے سے پورے دن جسم کو موقع مل جائے گا کہ وہ اپنی صفائی کرتا رہے۔

تلی ہوئی اور میٹھی غذا سے پرہیز: افطار میں اگر تلی ہوئی اور زیادہ شکر والی غذاؤں کا استعمال کریں گے تو سارا دن بوجھل گزرے گا اور آپ غنودگی کا شکار رہیں گے، اس لئے ان سے اجتناب برتا جائے۔

مناسب و موزوں خوراک: سحری میں پروٹین سے بھرپور خوراک اور پانی کی صرف اتنی مقدار استعمال کریں کہ دن بھر پیاس کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دستر خوان پر لیموں پانی، دہی اور کھجور کا اہتمام لازمی کریں۔ سحری میں مرغن غذائیں کھانے کی بجائے ہری سبزیاں استعمال کریں، جیسے کہ پھول گوبھی اور تُرئی وغیرہ، انھیں ہلکی آنچ پر بھاپ سے بنائیں تاکہ وٹامنز برقرار رہیں اور آپ کو دن بھر جسم میں پانی کی کمی کی شکایات نہ ہو۔ بزرگوں کے اس مقولے پر عمل کریں کہ ایک نوالے کی بھوک جسم میں موجود ہو، اس سے معدے پر بوجھ نہیں پڑتا اور آپ دن بھر مصروفیات کے دوران شام افطار تک تروتازہ رہتے ہیں۔

پانی کا مناسب استعمال: مناسب خوراک کے ساتھ مشروبات، دودھ اور پانی کا استعمال زیادہ رکھیں کیونکہ پانی کی کمی سے جسم میں بننے والے بخارات سے پیاس بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ افطار اور اس کے بعد کیفین اور سوڈا مشروبات کو چھوڑ کر صحت کے لیے مفید مشروبات کا استعمال کریں۔ اس کے علاوہ تازہ ہوا میں ہلکی پھلکی چہل قدمی کو اپنا معمول بنالیں، اس طرح آپ آکسیجن کی کمی کے باعث جسم پر پڑنے والے منفی اثرات سے بچے رہیں گے۔

روزے کے دوران پانی کی کمی یا ڈی ہائیڈریشن سے بچنا بہت اہم ہوتا ہے۔ پانی کی کمی سے سر درد، سستی اور تھکاوٹ جیسے احساسات کا سامنا ہوتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ افطار سے سحر تک مناسب مقدار میں پانی پینا عادت بنائیں۔ البتہ زیادہ مقدار میں کافی، چائے یا چینی سے بنے مشروبات کے استعمال سے گریز کریں، کیونکہ ان سے پیاس اور ڈی ہائیڈریشن کا مسئلہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سورج کی روشنی میں زیادہ وقت تک گھومنے سے گریز کریں تاکہ جسم پانی کی کمی کا شکار نہ ہو۔

مختصر قیلولہ: ہماری جسمانی صحت کے لئے نیند بہت اہم ہوتی ہے اور عموماً رمضان کے مہینے میں نیند کا دورانیہ گھٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوپہر میں 20 سے 30 منٹ کے مختصر قیلولے سے رات کی نیند کی کمی کو کچھ حد تک پورا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس مختصر نیند سے جسمانی توانائی میں اضافہ ہوتا ہے، البتہ دن میں زیادہ وقت تک سونے سے گریز کریں، کیونکہ اس سے سستی اور تھکاوٹ کا احساس مزید بڑھ سکتا ہے۔

کولیسٹرول سے کیسے بچا جائے

ہمارا جسم ایک مشین کی مانند ہے جسے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے، چکنائی ہمارے لئے ایندھن کا کام کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ چکنائی صحت بخش ہو جیسے سن فلاور آئل، زیتون، سرسوں اور میوؤں سے حاصل شدہ تیل۔ کولیسٹرول چونکہ قدرتی طور پر بننے والی چکنائی ہے جو جسم کے بہت سے اہم وظائف کی انجام دہی میں کام آتی ہے یہ Cells کی دیواروں کو بنا کر ہارمونز جیسے ایسٹروجن، ٹیسٹوسیٹرون اور سیروٹونن بنانے میں مدد کرتا ہے۔

کولیسٹرول قوت مدافعت بحال کرتا ہے اور دماغ کو متحرک بھی رکھتا ہے۔ خراب کولیسٹرول سے وابستہ دیگر عوامل میں سستی و کاہلی، ذیابیطس، موٹاپا، تمباکو نوشی، دل کی بیماریاں اور ہائی بلڈ پریشر شامل ہیں۔ علاوہ ازیں خواتین کا ماہواری کا وقت سے پہلے ختم ہوجانا کولیسٹرول کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے۔ برٹش ہارٹ فاؤنڈیشن نے اس ضمن میں اہم مطالعے کئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غذا اور طرز زندگی میں تبدیلی لاکر قبل از وقت ہونے والی اموات پر بہت حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ اب بھی یورپ میں ہر سال دو لاکھ پچیس ہزار افراد لقمہ اجل بنتے ہیں۔ حالانکہ تھوڑی سی کوشش کی جائے تو شرح اموات کم ہوسکتی ہیں۔ محض پیٹ بھر کر کھانا ہی غذائیت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مرغن غذائیں غذائیت سے بھرپور ہوتی ہیں جبکہ یہ صرف معدہ بھرتی ہیں۔ یہ محض چٹخارے حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں جبکہ ان کے استعمال سے کولیسٹرول اور وزن بڑھنے کی شکایات لاحق ہوتی ہیں۔ ہمیں بہت سی عادتوں کو ترک کر کے صحت مندانہ اسلوب زندگی اختیار کرنا ہوگی مگر کس طرح؟

سرخ گوشت میں موجود چکنائی سب سے زیادہ کولیسٹرول بڑھانے کا سبب بنتی ہے اس لئے گوشت کا وہ حصہ جن پر چکنائی لگی ہو علیحدہ کر کے استعمال کرنا چاہئے، بہت زیادہ مقدار میں گھی یا تیل استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ فروزن فوڈ میں ٹرانس فیٹ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو دراصل Saturated Fat ہوتا ہے جو صحت کے لئے اچھا نہیں۔

ریفائنڈ کاربوہائیڈریٹس (میدہ اور بھوسی کا چھنا ہوا آٹا) انسولین کو بڑھاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ٹرائی گلیسرائیڈ فیٹ کو بڑھاتے ہیں۔ سرخ گوشت میں جگر، گردے اور مغز کولیسٹرول سے بھرپور ہوتے ہیں انہیں نہ کھایا جائے تو بہتر ہے اور اگر ذائقے کے لئے خود پر قابو نہ رکھ سکیں تو انتہائی کم مقدار میں کھانا چاہئے۔ سلاد اور سبزیوں کا استعمال بڑھا دیا جائے تو نظام ہاضمہ برقرار رہتا ہے۔ ہفتے میں 4 مرتبہ سے زیادہ انڈے کی زردی استعمال نہ کی جائے تو اچھا ہے۔ اسنیکس سے پیٹ نہ بھریئے یہ مختصر ناشتے ہلکی پھلکی بھوک مٹانے کے لئے کھائے جانے چاہئیں۔

کولیسٹرول اور ہائی بلڈ پریشر: یہ دونوں عارضے ساتھ ساتھ چلتے ہیں یہ ممکن نہیں کہ کولیسٹرول بڑھا ہوا ہو تو بلڈ پریشر نارمل ہوگا۔ اگر آپ سگریٹ نوشی کرتے ہوں تو پھیپھڑوں کا کینسر بھی متوقع بیماری ہے۔ ناشتے میں گہرائی تک تلی جانے والی غذاؤں سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر آپ روغنی غذائیں مقدار میں زیادہ کھالیں تو 45 منٹ کی واک یا ایروبکس ورزشیں بھی کریں۔ نمک کا استعمال اعتدال میں کرنا بہت ضروری ہے۔ مایونیز اور مکھن کا استعمال بھی کبھی کبھار کیا جانا چاہئے۔ دودھ اور دہی کی بالائی کولیسٹرول کے ساتھ گردے کے لئے بھی نقصان دہ ہوتی ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ جھینگے اور شرمپس کولیسٹرول میں اضافہ کرتے ہیں مچھلی بھی سمندری غذا ہے لیکن اس میں اومیگا 3 فیٹی ایسڈز، وٹامن ڈی اور کیلشیم کے علاوہ وٹامن B2، نیاسین، پوٹاشیم، اور آئرن موجود ہیں تاہم اگر گہرائی تک تلنے کے بجائے باربی کیو، شیلو فرائنگ اور گرلنگ کے طریقوں سے اسے پکایا جائے تو زیادہ مفید ہے۔ نان اسٹک برتنوں میں کھانا پکانا اس لئے مفید ہے کہ یہ کم روغن کے ساتھ صحت بخش کھانوں کی تیاری میں مدد دیتے ہیں۔

Volume:63/73,Issue:14 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

کس قدر پر پیچ ہے یارو سیاست آج کی
غیر ممکن ہے سمجھنا کون کس کے ساتھ ہے

(پریم کرن)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

امارت شرعیہ کے مخلصین و معاونین ، نقباء اور اہل خیر مسلمانوں کے نام

حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کا مکتوب گرامی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مسلمانوں کی ایک باوقار دینی وشرعی تنظیم ہے، جس کے ذریعہ ملت کی وحدت واجتماعیت، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مذہبی وآئینی حقوق کی حفاظت، تعلیم کی اشاعت، دینی وملی شعائر کی بقااور خدمت خلق جیسے امورانجام پارہے ہیں، خصوصاً ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ، مساجد ومقابر کی حفاظت وصیانت اوراس جمہوری ملک میں مسلمانوں کو ایک بیدارملت اور باوقارقوم کی حیثیت سے زندہ رکھنے، جیسے میدانوں میں جس جرأت وہمت کے ساتھ کامیاب رہنمائی کرتی آرہی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے، امارت شرعیہ کے شعبوں میں ایک اہم شعبہ بیت المال ہے، جو پورے نظام امارت کے لیے، دل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے ذریعہ تمام شعبوں کے اخراجات پورے ہوتے ہیں، اسی سے یتیموں، بیواؤں، معلمین، غریب طلبہ ونادارلڑکیوں کی شادی میں امداداور دوسرے ضرورت مندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے، فرقہ وارانہ فسادات، قدرتی حادثات، آفات، سیلاب وآتشزدگی کے موقع پر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد بھی اسی سے کی جاتی ہے اور دین وملت کے مختلف کاموں میں بیت المال ہی سے رقمیں خرچ کی جاتی ہیں، اس کے علاوہ خدمت خلق کے لیے مولانا سجاد میموریل اسپتال قائم ہے، جس میں آؤٹ ڈور، میٹرنٹی ہوم، جانچ گھر، الٹراساؤنڈ اوراکسرے کی سہولت کے ساتھ ساتھ دانت، ناک، آنکھ، کان اور ہڈی کے شعبے الگ الگ قائم ہیں، ٹی بی کے مریضوں کا مکمل علاج مفت کیا جاتا ہے، مختلف مقامات پر آنکھوں کی جانچ اور دیگر امراض کے علاج کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں، اس کے علاوہ کینسراور دوسرے مہلک مرض سے متعلق لوگوں میں بیداری پیدا کرنا اس اسپتال کا خاص کام ہے۔ پھلواری شریف کے علاوہ کریسنٹ ہیلتھ کیئر سنٹر برلا مندر روڈ پٹنہ، اورامارت ہیلتھ سنٹر راورکیلا میں قائم ہیں، جن سے ہزاروں غریب وبے سہارا مریضوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے، اس کے علاوہ کئی مقامات پر ہاسپٹل کے قیام کی منصوبہ بندی ہورہی ہے، اوربعض جگہوں پر ہاسپٹل کی تعمیر کا کام چل رہاہے، اس سال جاڑے کے موسم میں ہزاروں افراد کے درمیان کپڑے اور کمبل تقسیم کیے گئے، جس سے لوگوں نے راحت محسوس کی، بہار کے کئی اضلاع کے متعدد مواضعات میں آتشزدگی سے عظیم تباہی ہوئی، متأثرہ مقامات پر راحت رسانی کا کام کیا گیا، مآب لنچنگ کے شکار کئی گھرانوں کی مالی مدد کی گئی اور بعض مقدمہ کی پیروی کورٹ میں باضابطہ کی جارہی ہے، جس میں بہت بڑی رقم بیت المال سے خرچ کی گئی، پھلواری شریف کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف اضلاع میں قائم ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ ہرسال سیکڑوں نوجوانوں کو باروزگار بنایا جاتا ہے، سیکڑوں دینی مکاتب قائم ہیں، جن کے اخراجات امارت شرعیہ پورا کرتی ہے، یہ مکاتب بنیادی دینی تعلیم کی خدمات انجام دے رہے ہیں، موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے امارت شرعیہ نے سی بی ایس ای طرز کے دو اسکول امارت پبلک اسکول کے نام سے گذشتہ سالوں میں کئی مقامات پر شروع کرائے، جب کہ دو اسکول پہلے سے قائم ہیں، ایک پلس ٹو (+2) رہائشی ہائی اسکول کا سنگ بنیاد بھی اِربا، رانچی میں رکھا گیا ہے، اس کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں دینی مکاتب اورمعیاری عصری اداروں کے قیام کی تحریک جاری ہے، تعلیمی سال 2023-24 میں متعدد مقامات پر کئی نئے اسکول اپنا کام شروع کردیں گے، جس میں کٹیہار، پورنیہ، اِربا رانچی اور کٹک شامل ہیں، تحفظ اردو کے سلسلہ میں بھی تحریکی انداز میں جدوجہد ہورہی ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے حالیہ دنوں میں دارالقضاء کا نظام وسیع ہوا ہے اور کئی نئے دارالقضاء قائم ہوئے ہیں، المعہد العالی جیسا ادارہ قائم ہے، جس سے ہرسال علماء افتاء وقضاء کی تربیت پاتے ہیں، یہ پورے ملک کی سطح پر اپنی نوعیت کا مثالی ادارہ ہے، اس سے تربیت پانے والے علماء ملک کے مختلف مقامات پر اہم خدمات انجام دے رہے ہیں، عربی دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم الاسلامیہ قائم ہے، جس میں دورۂ حدیث (فضیلت) تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مدارس اسلامیہ میں معیاری تعلیم اور نصاب ونظام تعلیم، نیز امتحان میں یکسانیت لانے کے لیے وفاق المدارس الاسلامیہ قائم ہے، بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کی تحریک زوروں پر چل رہی ہے، اس سال پچاس کے قریب خود کفیل ماتب دینیہ امارت شرعیہ نے قائم کئے ہیں، قبل سے سو سے زائد مکاتب کا وظیفہ امارت شرعیہ سے جاری ہے، نیز مرکزی دفتر اور ذیلی دفاتر کی تعمیر وتوسیع کا کام بھی مسلسل جاری ہے، کئی نئے منصوبوں کا اس سال آغاز ہورہا ہے، اور یہ سارے کام محض اللہ کی مدد اوراس کے نیک بندوں کے تعاون سے انجام پاتے ہیں، شعبۂ جات کی وسعت وترقی اور کاموں کے پھیلاؤ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں، اس وقت امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ دس کروڑ اکیس لاکھ نوے ہزار نو سو باسٹھ (10,21,90,962) روپئے کا ہے، جب کہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، اسپتال، المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، وفاق المدارس الاسلامیہ وغیرہ کا بجٹ اس کے علاوہ ہے، ضرورت ہے کہ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہمدردان ونقباء امارت شرعیہ اور ملک میں پھیلے ہوئے اہل خیر حضرات اس ادارہ کی طرف بھرپور توجہ فرمائیں، گراں قدر مالی تعاون کے ذریعہ اس کی ترقی واستحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اوراپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات اور فطرہ وعشر کی رقوم بیت المال امارت شرعیہ کے پتہ پر ارسال فرما کر اجرعظیم کے مستحق بنیں -- والسلام

(احمد ولی فیصل رحمانی)

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ